فون نمبر: 5863260 5862956 مدیر: چوہدری ریاض احمد نائب مدیر: حامد رحمٰن رجسٹرڈ ایل نمبر: 8532
Email: centralanjuman@yahoo.com قیمت فی پرچہ -/10 روپے

جلد نمبر 101 | 28 صفر المظفر تا 29 ربیع الاوّل 1435 ہجری کیم تا 31 جنوری 2014ء | شمارہ نمبر 2-1

احمدیہ انجمن لاہور کی خصوصیات

- آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پرانا۔
- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
- قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''صاحب کرامت نبی''

ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ دوسرے نبیوں کی امتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گذشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں مگر یہ امت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بہ تازہ نشان پاتی ہے لہذا اس امت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اس کو دیکھتے ہیں اور دوسری قوموں کو خدا تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نصیب نہیں لہذا ہماری روح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف اسلام ہے۔۔۔۔ سو اس کامل اور مقدس نبی کی کس قدر شان بزرگ ہے جس کی نبوت ہمیشہ طالبوں کو تازہ ثبوت دکھلاتی رہتی ہے اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اس کمال سے مراتب عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچا نبی اس کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے محض قصوں پر جن میں ہزاروں طرح کی کمی بیشی کا امکان ہے بھروسہ کر لینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے دنیا میں صدہا لوگ خدا بنائے گئے اور صدہا پرانے افسانوں کے ذریعہ سے کراماتی کر کے مانے جاتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ سچا کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو۔ سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبیؐ ہیں۔

محمد است امام چراغِ ہر دو جہاں — محمد است فرو زندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترسِ حق مگر بخدا — خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

(کتاب البریہ، ص ۱۲۷-۱۲۹)

شانِ احمدؐ

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم
آں چناں از خود جدا شد کز میاں اُفتاد میم

زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکر اُو شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم

گرچہ منسوبم کندکس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلے احمد نمے بینم دِگر عرشِ عظیم

منت ایزد کہ من بر رغم اہل روزگار
صد بلا را میخرم از ذوق آں عین النعیم

از عنایات خدا و زفضل آں دادار پاک
دشمن فرعونیانم بہر عشق آن کلیم

دَر رہِ عشق محمدؐ ایں سرو جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں دردلم عزم صمیم

(توضیح مرام)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ اپنے آپ سے اس طرح جدا ہو گئے کہ میم درمیان سے گر گیا۔

ترجمہ: آپ اپنے محبوب میں اس طرح فنا ہو گئے کہ کمال اتحاد کے باعث آپ کا وجود رب رحیم کی صورت بن گیا۔

ترجمہ: خواہ مجھے کوئی الحاد اور گمراہی کی طرف منسوب کرے مگر میں احمدؐ کے دل جیسا کوئی عرش عظیم نہیں دیکھتا۔

ترجمہ: یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ میں دنیاداروں کے علی الرغم اس نعمتوں کے چشمہ کا مزہ حاصل کرنے کے لئے ہزاروں دُکھ خرید رہا ہوں۔

ترجمہ: اللہ کے احسان سے میں اس کلیم کی خاطر فرعون صفت لوگوں کا دشمن ہوں۔

ترجمہ: میری تمناء دعا اور پختہ ارادہ ہے کہ آپ کے عشق و محبت میں میرے سر و جان قربان ہوں۔

☆☆☆☆

افتتاحی خطاب و دُعا

برموقع سالانہ دعائیہ 2013ء مورخہ 26 دسمبر 2013ء

بمقام جامع دارالسلام لاہور

''اللہ بے انتہا رحم والے، بار بار رحم کرنے والے کے نام سے۔

سب تعریف اللہ کے لئے ہے، (تمام) جہانوں کے رب، بے انتہا رحم والے، بار بار رحم کرنے والے، جزا کے وقت کے مالک (کے لئے)۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھے رستے پر چلا، ان لوگوں کے رستے (پر) جن پر تو نے انعام کیا، نہ ان کے جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے''۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

یہ سو سالہ تقریب جو ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور'' کے سو سال پورے ہونے پر رکھی گئی ہے۔ اس تقریب کو ہم خالصتاً جماعت، ایک دوسرے کے خیالات سننے اور اپنے خیالات ان تک پہنچانے کے لئے صرف کریں گے۔ ہم سب کو چاہیے کہ ان دنوں کا بہترین استعمال کریں۔ اللہ تعالیٰ ان میں برکت عطا فرمائے۔ سب کی باتوں میں اللہ تعالیٰ اثر ڈالے اور جو ایسی تقریبات کا اصلی مقصد ہوتا ہے اللہ ہماری مدد فرمائے کہ ہم میں یہ روحانی تبدیلی آجائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کا اصلی مقام اِن کا مجدد ہونا ہے اور مسیح موعود اور مہدی معہود اللہ تعالیٰ کے نزدیک لقب ہیں۔ ان کے مطابق اس دعائیہ کو انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ حق پر بنیاد ہے، اس لئے اس کو اسی روحانی پس منظر میں لیا جائے۔ یہ ہماری جماعت کے لئے ایک تاریخی واقعہ منانا ہی نہ ہو بلکہ آنے والے وقتوں کے لئے اس تقریب کی اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اہمیت اور اثر باقی رکھے۔

آج کی دُعا میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی جلسہ پر کی ہوئی دعاؤں سے چند اقتباسات شامل کرتے ہوئے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ:

اس جلسہ میں جو غیر ممالک اور پاکستان کی تمام جماعتوں سے ممبر تشریف لائے ہیں۔ ان کے لئے مسیح موعود علیہ السلام یہ فرماتے ہیں کہ **ہر ایک صاحب جو اس للہ مجلس کے لئے سفر اختیار کرے خدا تعالیٰ اِن کے ساتھ ہو، اِن کو اجر عظیم بخشے، اِن پر رحم کرے، اِن کی مشکلات و اضطراب کے حالات اِن پر آسان کر دیوے، ان کے ہم و غم دور فرمائے، ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے، ان کی ہر ایک مرادات کی راہیں ان پر کھول دے، روز آخرت میں اپنے نیک بندوں کے ساتھ اٹھاوے جن پر ان کا فضل اور رحم ہو۔**

اللہ تعالیٰ کے مجدد نے یہ دعائیں جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے مانگی ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل اور بے شمار رحمتیں آپ پر ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری دعائیں آپ کے حق میں قبول ہوں، اے ہمارے پیارے اللہ تعالیٰ، ہمارے پیارے رب العزت تو ایسا کر کہ تیرے یہ کمزور اور عاجز بندے تیرے لئے بنی نوع کے دل جیت لیں اور تیرے قدموں میں انہیں ڈال دیں۔ ایسا کر کہ دنیا کے ہر گھر اور ان گھروں میں بسنے والے ہر احمدی کی صدا اور دنیا کی ہر زبان سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوتا رہے۔ اے ہمارے رحمٰن ان تہی ہاتھوں کو اپنی رحمت سے یدِ بیضا کر دے۔ **تیرا جمال اور**

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن دنیا پر چمکے اور تیرا جلال اور محمد صلی اللہ کی عظمت دنیا پر ظاہر ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مغرور دشمنوں کا سرنگوں اور شرمندہ کردے۔ اے کامل اور قدرتوں والے سارا توکل صرف تیری محسن ذات پر ہے۔ اے رحمٰن ہمارا ذرہ ذرہ تجھ پر قربان۔ ہمیں اپنے نور سے منور کردے۔ اللہ اپنے فضل اور رحمتیں ہم پر برسا اور ان کو زیادہ سے زیادہ جذب کرنے کی توفیق عطا فرما۔ **اللہ ہمیں قرآن اور اسلام کو پہنچانے میں مدد عطا فرما اور اس کو قبولیت عطا فرما اور ہم نہ صرف قرآن پہنچائیں بلکہ اس پر عمل کر کے اپنے نمونہ سے لوگوں کے دلوں میں اسلام کا اثر ڈالنے والے بنیں۔ ہماری تبلیغ میں اثر ڈال اور ہمیں تیرے دین کو دنیا میں پھیلانے میں مدد عطا فرما۔**

اے اللہ! مسیح موعود علیہ السلام کے درست دعاوی پر عمل کرتے ہوئے احمدیت کا پیغام پھیلانے میں مدد عطا فرما۔ ہمیں ایسا بنادے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے آخری نبی کے دین کی منادی کریں اور آپ کو اپنی ہر عزیز چیز سے عزیز سمجھیں۔ اے ہمارے رب ہم کمزور ہیں۔ ہماری فطرت میں بھی کمزوری ہے۔ ہمارے غفلتوں کے نتیجہ میں بھی ہم سے کمزوریاں اور گناہ سرزد ہوجاتے ہیں۔ **اے ہمارے محبوب آقا ہمارے مالک وخالق خدا تو وصل سے اپنے فرشتوں کے ذریعہ ہمارے لئے ایسے سامان پیدا کر کہ ہم گناہوں، غفلتوں، سُستیوں اور کوتاہیوں سے ہمیشہ بچتے رہیں اور** کبھی ہم سے بشری کمزوری کے نتیجہ میں غفلت اور گناہ سرزد ہوجائیں تو اے ہمارے رب العزت تو ہماری غفلتوں اور گناہوں کے بُرے نتائج سے بچا اور تو اپنی راہ میں اس قسم کی اور ایسی نیکیوں کی توفیق عطا فرما کہ گویا ہم نے گناہ کبھی کیا ہی نہیں۔

اے ہمارے رب ہم تیرے حقیر اور عاجز بندے ہیں، ہم تیرے کمزور اور بے بس بندے ہیں۔ ہم تیرے بے یار و مددگار بندے ہیں۔ ہم تیرے قدموں کو پکڑے ہوئے اور تیری آواز پر لبیک کہتے ہوئے دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اے ہمارے خدا تو ہماری حقیر کوششوں کی کم مائیگی اور کمزوریوں کی طرف نہ دیکھ بلکہ اس جذبہ کو دیکھ جو ہمارے دلوں میں سمندر کی طرح موجزن ہے۔ اے خدا تو ہماری کوششوں میں برکت ڈال اور آسمان میں فرشتوں کے نزول سے ہماری مدد فرما۔ جسمانی لحاظ سے بھی ہمیں صحت مند رکھ۔ ہمارے اندر اپنی محبت کی وہ تپش پیدا کرے جو اس سردی کی شدید لہر کو آبی بخارات اور اس کے بُرے اثرات سے مٹا دیتی ہے۔ اے خدا تیری محبت کی گرمی ہمارے وجود کو گرم کررکھے۔ **ہمیں عمل کی توفیق عطا فرما تاکہ دنیا سمجھ لے اور جان لے کہ ہمارا اور ان کا رب العزت جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے اور اس کی مدد اس کو حاصل ہے اور اس کے فرشتے اس کی نصرت کے لئے آسمانوں سے نازل ہوتے ہیں اور دنیا کو یہ بات بھی سمجھ آجائے کہ آسمانوں پر جو فیصلہ ہوچکا زمین کی کوئی طاقت اس کو ٹال نہیں سکتی۔**

ہم سب تیرے عاجز بندے ہیں۔ ہماری حقیر کوششوں کو قبولیت عطا فرما۔ **اے ہمارے خدا! جس طرح تو نے ہمارے دلوں میں اپنی محبت کی شمع روشن کی ہے اُسی طرح ہماری آنے والی نسلوں کے دلوں میں بھی اپنی محبت کی تپش پیدا کر۔** اے ہمارے رب! ساری بشارتیں ہماری زندگیوں میں ہی پوری فرمادے تاکہ جب ہم دنیا سے رخصت ہوں تو ہمارے دل اس خوشی سے معمور ہوں کہ جو فرض ہمارے کمزور کندھوں پر ڈالا گیا تھا اس کو ہم نے تیری ہی توفیق سے اور تیری ہی رضا کے مطابق ادا کردیا۔ اے ہمارے خدا تو ایسا ہی کر۔

ہم اس دور سے گذر رہے ہیں جہاں ہمیں ہر طرف خطرہ ہی خطرہ نظر آتا ہے لیکن ہم چونکہ اس زمانے کے امام کا دامن تھامے ہوئے ہیں اور ہمیں پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار بنے گا اور ہمارے اس مشن کو کامیابی عطا فرمائے اور اس پر بظاہر جو فتوے لگے ہیں ان کو بھی اپنی رحمت سے بدل دے گا اور ہمارے کام کے آگے جو رکاوٹیں ہیں تو اِن کو دور کردے گا۔ یا رب العالمین! تو ان دنوں کو ہمارے لئے بابرکت ثابت کر۔ ان کو بامقصد بنا اور ان کے نتائج دوررس ہوں۔ اور وہ قریب و بعید ممالک اور پاکستان کے اندر بھی

محسوس ہوں۔ یارب العالمین! ہم تیری کتاب کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے میں لگے ہوئے ہیں اِس راہ میں جو رکاوٹیں ہیں تو اِن کو دُور کردے۔ جو اس جماعت پر فتوے ہیں ان کو دُور کردے۔ یارب العالمین! تو ان دنوں کو ہی نہیں بلکہ آنے والے تمام زمانوں میں تمام احمدیوں کے لئے حفاظت کے سال بنا دے۔ یارب العالمین! تو ان تمام لوگوں کو جو سفر اختیار کر کے اس جلسہ میں شمولیت کے لئے آئے ہیں اِن کی حفاظت عطا فرما۔ یارب العالمین! تو ان کے پیچھے جو لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہیں تیرے حوالے کر کے آئے ہیں تو ان کی حفاظت عطا فرما۔ **یارب العالمین! تو اس جماعت جس کو تقویٰ کی بنیاد پر بنایا تو اس کو متقیوں کی جماعت بنادے۔ یارب العالمین! ہم تیری کتاب جس کو ہم پھیلانے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور پوری کوشش بھی کرتے ہیں اس پر ہمیں پہلے خود عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یارب العالمین اس کتاب کی برکات سے تو ہماری زندگیاں بدل دے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی وجہ سے تو ہمیں متقی بنادے۔**

یارب العالمین! یہاں پر ہر بچہ جو اپنی ماں کی گود میں بیٹھا ہوا ہے یا جو اس دعائیہ میں تشریف لائے ہوئے ہیں تو ان سب کو آئندہ کے لئے جماعت احمدیہ کے ستون بنادے۔ یارب العالمین! ان تمام والدین کو اپنی اولادوں کی پرورش کرنے کی اور ان کو دین پر چلنے کی اور ان کو احمدیت کی تعلیم دینے کی توفیق عطا فرما۔ یارب العالمین! کوئی آزمائش آئے تو ہمیں نہ غم اور نہ اس کا ڈر ہو۔ **یارب العالمین! ہم حق پر ہیں اور اسی بات پر ثابت قدم رکھ۔ یا اللہ! تو ہمیں اس سیدھی راہ پر استقامت سے چلنے کی توفیق عطا فرما اور ان دنوں میں فرشتوں کا نزول عطا فرما۔ جو اس تمام بستی جہاں ہمارے مہمان ہیں اور جو دعاؤں میں لگے ہوئے ہیں ان کو اپنے پروں کی حفاظت میں لے لے۔ یارب العالمین! تو ان کی آمین میں برکت عطا فرما اور ان کی دعاؤں میں قبولیت عطا فرما۔ آمین**

☆☆☆☆

غیرتِ عشق

''جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہوکر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد رکھتے ہیں اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کرلیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں، لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے''۔ (پیغام صلح، ص۳۰)

اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کرڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کرلیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کی گئی دکھا''۔ (آئینہ کمالات اسلام، ص۵۲)

ترجمہ: ''اور میرے دل کو کسی چیز نے اس قدر تکلیف نہیں دی جس قدر ان کے استہزا اور ہتک عزت نے جو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر میری تمام اولاد میری آنکھوں کے سامنے ذبح کردی جاتی اور میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جاتے اور میری آنکھیں نکال دی جاتیں اور میں اپنی تمام مرادوں سے نامراد اور ہر قسم کے آرام و آسائش سے بے نصیب کیا جاتا تب بھی یہ بات مجھ پر زیادہ شاق نہ گزرتی''۔
(آئینہ کمالات اسلام، ص۱۵)

انگریزی سے ترجمہ: ناصر احمد

حضرت امیر ڈاکٹر عبدالکریم سعید صاحب

سربراہ تحریک احمدیہ لاہور کا دورہ انڈونیشیاء ستمبر 2013ء

انڈونیشیاء جماعت کے تعلیمی بورڈ کی 66واں شاندار تقریب

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور عامر عزیز الازھری کا دس روزہ دورہ کی مختصر رپورٹ

از عامر عزیز الازھری

تاریخی پس منظر

احمدیہ انجمن انڈونیشیاء (لاہور) نے اپنے تعلیمی بورڈ کی 66ویں سالانہ تقریب کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ، ڈاکٹر عبدالکریم سعید صاحب، جنرل سیکرٹری، محترم عامر عزیز الازھری اور محترم شوکت علی صاحب، مشرق بعید کے کوآرڈی نیٹر کو دورہ کی دعوت ارسال کی اور یہ درخواست کی کہ یہ دورہ کم ازکم 10 روز کا ہونا چاہیے تاکہ وفد انڈونیشیاء جماعت کی زیادہ سے زیادہ شاخوں کا دورہ کر سکے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ انڈونیشیاء کے جزیرہ جاوا میں لاہور احمدیہ مشن 1924ء میں قائم ہوا۔ اس وقت انڈونیشیاء ایک ڈچ نوآبادی تھا اور اس کا نام ''ڈچ ایسٹ انڈیز'' تھا۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب جو اس وقت امیر جماعت تھے، ان کی تجویز پر تین آدمیوں پر مشتمل مبلغین کا ایک وفد وہاں مشن قائم کرنے کی غرض سے بھیجا گیا۔ ان تین اشخاص کے نام یہ تھے:

(۱): حضرت مولانا احمد صاحب (۲)، حافظ محمد حسن چیمہ صاحب

(۳) اور مرزا ولی احمد بیگ صاحب

حافظ محمد حسن چیمہ صاحب کو چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر سنگاپور میں رکنا پڑ گیا اور وہ وہیں سے واپس آ گئے۔ حضرت مولانا احمد صاحب جاوا جا کر بیمار پڑ گئے اور ان کو بھی چار ماہ بعد واپس آنا پڑا۔

صرف محترم مرزا ولی احمد بیگ صاحب وہاں رہ گئے۔ انہوں نے مختلف مسائل اور مشکل حالات کے باوجود کام شروع کر دیا۔ ان کو نہ وہاں کی زبان آتی تھی اور نہ ہی کوئی مستقل مالی وسائل تھے۔ لیکن انہوں نے نہایت جوانمردی، محنت اور مضبوط ایمان کی بدولت آہستہ آہستہ مخلص اور اہل علم نوجوانوں کی ایک جماعت تیار کر لی اور جاوا میں سب سے پہلے احمدیہ انجمن لاہور کی شاخ قائم ہوئی۔ نوجوانوں کے اسی گروہ میں سے محترم سودیو صاحب ایک قابل قدر عالم، محنتی اور پرجوش نوجوان تھے جنہوں نے سب سے پہلے حضرت مولانا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ وتفسیر قرآن مجید کا ڈچ زبان میں ترجمہ کیا۔ حضرت مولانا کا یہ ترجمہ کسی بیرونی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ تھا۔ مولانا مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے 14 سال تک انڈونیشیاء میں تبلیغ اسلام کی وہ شاندار خدمت کی جس کے نتیجہ میں وہاں ایک نہایت بڑی اور فعال جماعت پیدا ہوئی۔ اس جماعت اور اس کے صاحب علم اور پرجوش لوگوں نے مرکزی انجمن لاہور کی تمام انگریزی کتب، کتابچوں حتیٰ کہ اہم مضامین کا ڈچ زبان میں ترجمہ شائع کیا۔

اسی جماعت نے بعد میں جاوی اور پھر اب انڈونیشی زبان میں تراجم کا بیش قدر خزانہ شائع کیا۔ اور اب تک اس کام کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس انجمن نے تعلیمی میدان میں بھی قابل فخر کام کیا ہے۔ یہ تعلیمی بورڈ ایک الگ تنظیم ''پیری'' کے نام سے انتہائی تیزی سے شاندار نتائج دکھا رہا ہے۔ جس کی انڈونیشیاء حکومت بھی پذیرائی کرتی ہے۔ اس بورڈ کے تعلیمی اداروں کے گذشتہ دو دہائیوں میں تقریباً 5 سے 6 ہزار طلباء تعلیم حاصل کر کے ملک کے مختلف اداروں میں ممتاز عہدوں پر

کام کررہے ہیں۔

محترم مرزا ولی احمد بیگ صاحب 1938ء میں ہالینڈ تشریف لے آئے تا کہ یہاں بھی جماعت قائم کریں لیکن 1939ء میں جنگ عظیم دوم شروع ہوگئی اور ایک غیر ڈچ ہونے کی وجہ سے ان کو جرمن فوجوں نے جو اس وقت قابض ہوگئے تھے نے قید کردیا اور اس طرح ان کو یہاں کامیابی نہ حاصل ہوسکی۔

انڈونیشیاء احمدیہ انجمن کو قائم ہوئے تقریباً 90 سال ہو چکے ہیں اور اس عرصہ میں اس جماعت نے قابل قدر ترقی کی ہے۔ اس کی ترقی اور وسعت کی کچھ جھلکیاں اس دس روزہ دورے کی مختصر رپورٹ میں نظر آ جائیں گی۔

18 ستمبر جکارتہ میں:

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ، محترم شوکت علی صاحب اور راقم 18 ستمبر کو جکارتہ پہنچے۔ ائیر پورٹ پر محترم سلاردی نوٹو پرٹوموصاحب، ڈاکٹر نانا نگ سکندر سابق صدر جکارتہ جماعت اور برادرم بشارت بسو کی استقبال کے لئے موجود تھے۔ وہاں سے ہمیں ہوٹل لے جایا گیا۔ شام کو انڈونیشیاء احمدیہ انجمن کی جکارتہ شاخ میں ایک خصوصی پروگرام کا اہتمام تھا جہاں دوسری جگہوں سے آئے ہوئے ممبران بھی جمع تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغرب اور عشاء کی نمازوں کی امامت کی۔ اس جماعت کے ایک مقتدر ممبر اور جکارتہ جماعت کے سابق صدر محترم ڈاکٹر نانانگ صاحب نے انڈونیشی زبان میں قرآن مجید مع عربی متن، ترجمہ اور تفسیر کے نئے ایڈیشن کے نمونہ کی کاپیاں پیش کیں۔ اس ایڈیشن کا مقصد یہ ہے کہ اس میں نہایت نفیس کاغذ استعمال کیا جائے اور اس کو ایسے سائز پر طبع کیا جائے جو پڑھنے میں بھی آسان ہو اور جس کا حجم بھی زیادہ نہ ہو۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریر میں اللہ پر ایمان کو مضبوط کرنے کی تلقین کی اور یہ کہ قرآن مجید کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے۔ آپ نے جماعت کی سرگرمیوں کو بڑھانے اور تحریک احمدیہ کے دونوں فریقوں کے اختلافات کو اپنے اور غیر از جماعت لوگوں میں زیادہ سے زیادہ تشہیر کرنے پر زور دیا۔ اور یہ کہ ہر وہ طریق اختیار کیا جائے کہ لوگوں پر لاہور جماعت اور قادیان جماعت کے عقائد میں اختلاف واضح ہو سکے۔

محترم شوکت علی صاحب نے بھی اپنی تقریر میں جماعت کے احباب کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ انہوں نے مالی اور دیگر مشکلات کے باوجود کتب کی اشاعت کے کام کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس میں قابل قدر اضافہ بھی کیا ہے۔ انہوں نے اپنے زیر اہتمام علاقہ جات میں موجود دیگر احباب اور جماعتوں کی سرگرمیوں کا بھی مختصر جائزہ پیش کیا۔ راقم نے بھی احباب کے سوالات کے جوابات دیئے۔

محترم سولاردی صاحب اور ڈاکٹر نانانگ نے جکارتہ جماعت کے کاموں کی مختصر تفصیل بیان کی۔ برادرم بشارت احمد صاحب جو مرحوم بھائی منصور بسوکی صاحب کے بیٹے ہیں جو کئی سال تک احمدیہ انجمن انڈونیشیاء کے صدر تھے۔ انہوں نے ہماری تمام تقاریر اور سوالات اور ان کے جوابات کے انڈونیشی زبان میں ترجمہ کرنے کا فریضہ نہایت احسن طریق پر ادا کیا۔ مرحوم منصور بسوکی صاحب ایک

سکول کے شاندار بینڈ کے دستے نے ہمارا استقبال کیا اور اس تقریب میں مدعو کئے ہوئے مہمانان گرامی کو اپنی خوبصورت دھنوں سے محظوظ کیا۔ پھر ہمیں ایک بڑے حال میں لے جایا گیا جہاں طلباء، اساتذہ اور والدین اکٹھے تھے۔ یہاں اس خصوصی تقریب کے سلسلہ میں مختلف دلچسپ پروگرام ترتیب دیئے گئے تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ اس کے بعد طلباء کے مختلف گروپوں نے قوالیاں اور آخر میں قومی ترانہ پیش کیا۔ تعلیمی بورڈ کے چیئرمین جناب ایوان یوسف صاحب اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا اور تعلیمی بورڈ کی کارگذاری، تعلیمی معیار اور غیر نصابی سرگرمیوں کی تعریف کی۔

پروگرام میں مختلف مقابلے اور کھیل شامل تھے۔ مثلاً اذان دینا، تلاوت قرآن مجید، حفظ قرآن، خطاطی، کشیدہ کاری، کپڑوں پر نقش ونگار، فٹ بال، مختلف سازوں کا بجانا، پتھریلی دیواروں پر چڑھنا اور بیڈمنگٹن وغیرہ کے مقابلے شامل تھے۔ یہ سارے پروگرام انتہائی رنگا رنگ تھے۔ تمام انتظامات نہایت خوبی سے کئے گئے تھے اور یہ اس بات کا بین ثبوت تھا کہ تعلیمی بورڈ کے تحت چلنے والے تمام سکول اور کالج کے طلباء کی تعلیمی اور غیر نصابی سرگرمیاں قابل داد ہیں۔

مرتبہ جلسہ سالانہ پر لاہور بھی آئے تھے۔ وہ ایک انتہائی خاموش اور مخلص احمدی تھے جو جماعت کے تنظیمی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ہم نے جکارتہ جماعت کی سرگرمیوں کو سراہا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی سرگرمیوں اور کتب کی اشاعت میں اضافہ کرے۔ آخر میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی دعا فرمائی۔

اگلی صبح محترم سولاردی صاحب، محترم بشارت احمد صاحب اور دوسرے ممبران ملنے کے لئے آئے اور ہم نے انڈونیشیاء کی مختلف جماعتوں اور مراکز کے مابین رابطہ اور تعاون کو بڑھانے کے متعلق گفتگو کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر نانا نگ سکندر کے گھر گئے اور اس بارے میں مزید گفتگو ہوئی۔ وہاں ڈاکٹر وراتنی احمدی صاحبہ سے ملنے کا موقع ملا جو ہم کو بندونگ لے جانے کے لئے تشریف لائی ہوئی تھیں۔

19 اور 20 ستمبر کو بندونگ میں:

19 ستمبر بعد از دوپہر ہم بندونگ کے لئے روانہ ہوئے۔ جکارتہ سے بندونگ جانے میں ساڑھے چار گھنٹے لگتے ہیں۔ یہاں انڈونیشیاء جماعت کے بزرگ صدر پروفیسر فتح الرحمٰن احمدی رہائش پذیر ہیں۔ ان سے مختلف امور پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ ان کی محترم بیگم صاحبہ ڈاکٹر وراتنی احمدی کے ہم ممنوں ہیں کہ وہ بندونگ سے بطور خاص ہمیں لینے کے لئے جکارتہ تشریف لائیں تا کہ راستہ میں ہم سے جماعت کی سرگرمیوں اور دیگر امور پر تبادلہ خیالات کر سکیں۔

اگر چہ پروفیسر احمدی صاحب کی صحت اتنی اچھی نہ تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہمارے ساتھ کافی وقت گذارا اور انڈونیشیاء میں جماعت احمدیہ لاہور کی سرگرمیوں اور اس سے متعلق دیگر مسائل پر تفصیل سے گفتگو ہوئی۔ اس دوران انہوں نے ذکر کیا کہ صحت کی خرابی کے باعث انہوں نے محترم مصلح زین العابدین صاحب کو اپنی ذمہ داریاں سونپ دی ہیں کہ وہ جماعت کے صدر کے فرائض سرانجام دیں۔

20 ستمبر کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز پڑھائی۔ اس کے بعد مختلف احباب سے گفتگو ہوئی۔ ہمیں جماعت کی سرگرمیوں کے متعلق آگاہ کیا گیا۔ اس موقع پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو انڈونیشی زبان میں قرآن مجید کے پاکٹ ایڈیشن کی کاپیاں تحفہ کے طور پر دی گئیں۔ یہ ایڈیشن جس میں عربی متن، ترجمہ اور تفسیر شامل ہے، سلیمیٰ فاروقی ٹرسٹ، لاہور کے عطیہ سے شائع ہوا ہے۔ یہ عطیہ مرکزی انجمن، لاہور نے گذشتہ سال ان تک پہنچایا تھا۔ یہ ایڈیشن انڈونیشیاء جماعت کے زیر اہتمام چلنے والے تمام سکولوں کے طلباء کو تحفہ کے طور پر دیا گیا ہے۔ ہر کاپی پر سلیمیٰ فاروقی ٹرسٹ کی مہر لگائی گئی تا کہ لوگوں کو علم ہو سکے کہ اس ایڈیشن کی طباعت کے لئے عطیہ سلیمیٰ فاروقی ٹرسٹ لاہور نے فراہم کیا ہے۔ ہم نے صدر انڈونیشیاء جماعت پروفیسر احمدی صاحب کو یہ بھی بتایا کہ اس سلسلہ میں مزید رقم بھی فراہم کی جا رہی ہے۔ تا کہ انڈونیشیاء میں قرآن مجید کی اشاعت کا کام نہ صرف جاری رہے بلکہ اس میں تیزی سے اضافہ ہو۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پروفیسر احمدی پر جن کی صحت کمزور ہے۔ زور دیا کہ وہ ضرور تعلیمی بورڈ کی 66 ویں سالانہ تقریب میں شرکت کریں تا کہ اس بورڈ کے تحت جتنے سکول اور کالج چل رہے ہیں ان کے اساتذہ اور طلباء کی حوصلہ افزائی ہو۔

21 ستمبر کو پرووکرتو میں:

21 ستمبر کی صبح کو ہم 7 گھنٹہ کا سفر کر کے پرووکرتو جماعت کے ممبران سے ملے۔ ہم وہاں تقریباً 2 بجے بعد از دوپہر پہنچے۔ ہمیں سیدھا تعلیمی بورڈ ''پیری'' لے جایا گیا جہاں سکول کے پرنسپل اور اساتذہ ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے سکول کی مختصر تاریخ سے آگاہ کیا اور بتایا کہ اب تک اس بورڈ نے تعلیمی سرگرمیوں کو بڑھانے اور اس کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں۔ اس سکول میں ایک ہزار دو صد طلباء ہیں۔ اس میں طلباء کو تربیت دینے کی مختلف شعبوں میں عملی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ اس تربیتی تعلیم کو قومی سطح پر اعزازات سے نوازا گیا ہے۔ مثال کے طور پر اس کے آٹو موبیل شعبہ کو مسلسل تین سال سے پورے ملک میں بہترین قرار دیا گیا ہے۔ اس تعلیمی ادارہ کے ایک طالب علم کو بہترین انجینئرنگ کا طالب علم بھی قرار دیا گیا ہے۔

شام کو ہمیں ان کی مسجد جو بن یاموس میں ہے، وہاں لے جایا گیا جہاں ایک مختصر پروگرام بھی ترتیب دیا گیا تھا۔ تقریباً 100 کے قریب ممبران نے اس میں شرکت کی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک روح پرور تقریر کی اور ہم نے احباب

کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ اور باہمی امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ ہم مسجد سے تقریباً رات 10 بجے روانہ ہوئے اور صبح 4 بجے بندونگ پہنچے۔

22 ستمبر پور بامنگا میں:

صبح سویرے ہم پور بامنگا گاؤں کی جماعت پہنچے۔ اس جگہ جانے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ہماری جماعت کے ایک نہایت مخلص اور سرگرم ممبر مرحوم سارا یودہ صاحب کا تعلق یہاں سے تھا۔ یہ ایک محنتی طالب علم تھے اور انہوں نے کچھ عرصہ لاہور میں بھی دینی تعلیم حاصل کی تھی۔ اس کے بعد وہ کچھ عرصہ ٹرینیڈاڈ اور امریکہ میں بھی رہے۔ ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی کہ مرحوم کے ایک صاحبزادے جو یہاں رہائش پذیر ہیں وہ بھی اپنی والد کی طرح جوش و جذبہ سے دین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ہم اس بیٹے کے گھر گئے اور اس کے اہل خانہ سے ملے۔ مسجد میں ایک پروگرام کا انتظام بھی تھا جس میں کثیر تعداد میں مرد و خواتین اور بچوں نے شرکت کی۔ یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ اس جماعت کے لوگ دین کا کافی علم رکھتے ہیں اور جماعت کے پیغام اور اس کی سرگرمیوں کو بڑھانے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی تقریر کی اور اس بات پر زور دیا کہ تحریک کے دونوں فریقوں کے اختلاف کے بارے میں سب احباب کو پوری طرح آگاہی ہونی چاہیے تا کہ وہ دوسروں کو بھی اس بارے میں بتا سکیں۔

اس موقع پر محترم شوکت علی صاحب نے بھی اجتماع سے خطاب فرمایا اور اس بات پر زور دیا کہ وہ ایسے اجتماعات میں دیگر دوست احباب کو بھی لائیں تا کہ ان کو تحریک کے دونوں فریقوں میں اختلاف کا پتہ چل سکے۔ اور ان کو اسلام کے بارے میں ہماری خدمات کا بھی علم ہو سکے کہ جو کچھ ہم بیان کرتے اور شائع کرتے ہیں وہ اسلام کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ اس طرح ان کو ہماری ان مطبوعات کو دیکھنے کا بھی موقع ملے گا جو ہم گاہے بگاہے شائع کرتے رہتے ہیں۔

وونوسوبو میں:

پور بامنگا میں اجلاس کے بعد ہم نے 4 گھنٹے کا سفر کیا اور وونوسوبو پہنچے جہاں جو گجا کارتہ جماعت کے احباب استقبال کے لئے پہنچے ہوئے تھے۔ پور بامنگا جماعت کے احباب جو ہمارے ہم سفر تھے وہ تھوڑی دیر ٹھہر کر واپس چلے گئے۔ اس جگہ پہنچنے سے پیشتر اس کے مرکزی شہر میں مختصر قیام کیا۔ آئندہ کے سفر کی تفصیلات پر تبادلہ خیالات ہوا۔ دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر شہر سے ایک گھنٹہ کا سفر کر کے وونوسوبو کے اس پہاڑی مقام پر پہنچے۔ اس علاقہ میں ہماری چار جماعتیں ہیں اور جہاں تک تعداد کا تعلق ہے اس جگہ ہماری سب سے بڑی جماعت ہے۔ گاؤں تک راستہ تو بڑا حسین ہے لیکن سڑک کچی پکی ہے کیونکہ اس سڑک کا ایک بڑا حصہ پوری طرح ہموار نہیں ہے۔ ہم پہاڑ کی چوٹی تک پہنچے جہاں التقویٰ مسجد میں کثیر تعداد میں لوگ جمع تھے۔ اس سے پیشتر کہ ہم مسجد وہاب جاتے اس جگہ علاقہ کی مختلف جماعتوں کے ممتاز ممبران اور منتظمین جمع تھے۔ چنانچہ ان سے گفتگو ہوئی اور ان کے اہم مسائل سے آگاہی ہوئی۔ ابھی ہم یہاں گفتگو میں مصروف تھے تو پیغام ملا کہ مسجد وہاب میں بڑی تعداد میں لوگ انتظار کر رہے ہیں۔ چنانچہ جب ہم مسجد وہاب پہنچے تو تقریباً 800 سے زائد احباب و خواتین اور بچے ہمارا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ اس مسجد میں ہمارا پروگرام بڑا دلچسپ، حوصلہ افزاء اور معلوماتی تھا۔ مقامی جماعتوں کے مقررین اور حضرت امیر نے تحریک احمدیت کے نظریات اور مقصد کے بارے میں تقاریر کیں۔ اور ہمیں جماعت کی سرگرمیوں کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا گیا۔ سب سے متاثر کرنے والی بات یہ تھی کہ مجلس میں موجود تمام خواتین اور بچوں نے تقاریر کو خاموشی اور غور سے سنا۔ چونکہ وقت کم تھا اس لئے پروگرام کو جلد ختم کرنا پڑا تا کہ ہم پروگرام کے مطابق دوسری جگہ جا سکیں۔ اس کے بعد ہمیں مسجد التقویٰ میں دوبارہ لے جایا گیا جہاں گذشتہ گفتگو کو مزید آگے بڑھایا گیا۔ یہاں مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد ہم اگلے گاؤں کے لئے روانہ ہو گے۔

سمبر گاؤں میں:

ہماری اگلی منزل سمبر گاؤں کی مسجد المبارک تھی۔ راستہ میں ہم مسجد بیت السلام سے گذرے جس کی تعمیر کے لئے کچھ سال پہلے مرکزی انجمن نے عطیہ فراہم کیا تھا۔ کیونکہ وقت کم تھا اس لئے ہم اس مسجد کو دیکھنے کے لئے نہ رک سکے اور صرف سڑک سے گذرتے ہوئے اس کو دیکھا۔ اس مسجد اور اس کے قریب کے

علاقہ کے نمائندے اور ممبران مسجد وہاب میں جمع تھے جن سے ملاقات ہوئی۔

مسجد مبارک میں ایک ہزار سے زائد مرد، خواتین اور بچے موجود تھے اور انہوں نے نہایت گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا۔ ہمیں جان کے بے حد خوشی ہوئی کہ یہاں کے لوگوں نے اپنی مدد آپ کی بنیاد پر ایک کروڑ انڈونیشین روپیہ کی لاگت سے مسجد کی تعمیر کی۔ یہ مسجد فن تعمیر اور خوبصورتی کے لحاظ سے بے مثال ہے۔ یہ ایک عظیم الشان عمارت ہے۔ یہاں کے لوگوں میں بے حد اخلاص اور جوش و خروش ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد جماعت کے صدر اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے تقاریر کیں جن کو لوگوں نے بے حد پسند کیا۔ ہم مسجد سے رات کے 8:30 بجے روانہ ہوئے اور تقریباً چار گھنٹے کے سفر کے بعد ہم جکارتہ پہنچے۔ آدھی رات ہو چکی تھی۔ چنانچہ ہم سیدھا اس جگہ موجود پروفیسر احمدی صاحب کے گھر گئے جہاں ہمارے ٹھہرنے کا انتظام تھا۔

23 ستمبر جوگجا کارتہ میں:

یہاں انڈونیشیاء جماعت کے تعلیمی بورڈ ''پیری'' کے ممبران اور صدر سے دو اجلاس ہوئے۔ جناب ایوان یوسف صاحب جن کی طبیعت اب بہتر تھی وہ ہماری آمد کی وجہ سے میٹنگ میں شریک ہوئے۔ مشاورتی بورڈ کے ممبران نے بھی ان اجلاسوں میں شرکت کی۔ یہاں بھی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو انڈونیشی ترجمہ کے پاکٹ ایڈیشن کی کاپیاں پیش کی گئیں جو جماعت کے سکولوں اور کالج کے طلباء میں مفت تقسیم کی جا رہی ہیں۔ مجلس منتظمہ کا اختیار ہے کہ وہ طلباء کے علاوہ دیگر لوگوں کو بھی قرآن مجید کے اس ایڈیشن کی کاپیاں دے سکتے ہیں۔ بورڈ کے ممبران نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سلیمی فاروقی ٹرسٹ کے ممبران کا شکریہ ادا کیا۔ جب سکول کے تمام طلباء نے ہاتھوں میں قرآن مجید کا انڈونیشی ترجمہ تھاما ہوا تھا اور سب ایک اجتماع کی شکل میں جمع تھے۔ تو یہ نظارہ انتہائی روح پرور تھا۔

اس کے بعد ایک میٹنگ احمدیہ انجمن انڈونیشیاء کی مجلس منتظمہ کے ممبران سے ہوئی۔ جس میں تحریک احمدیت لاہور کی ترویج اور اس کی کتب کی اشاعت کے سلسلہ میں مرکز اور انڈونیشیاء جماعت کے مابین تعاون اور رابطوں پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں جماعت کی سرگرمیوں کی تعریف کی اور تحریک احمدیت کے دونوں فریقوں میں عقاید اور نظام کے متعلق فرق کو تفصیل سے بیان کیا۔ ہم تینوں نے احباب کے سوالات کے جوابات دیئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں اختلاف کے بارے میں شائع ہونے والی راقم کی دو کتابوں کا بطور خاص ذکر کیا جس میں دونوں جماعتوں کے مابین عقاید کے اختلاف پر موثر اور مدلل انداز میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

جماعت انڈونیشیاء کی اس شاخ کے لوگوں نے بتایا کہ اگرچہ انڈونیشیاء کی حکومت نے دونوں جماعتوں میں بین فرق کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن کام مسلمانوں میں اب بھی یہ خیال بیٹھا ہوا ہے کہ دونوں جماعتوں کے عقاید ایک ہی ہیں۔ محترم شوکت علی صاحب نے بتایا کہ حکومت کے فیصلہ کے بعد متعدد قادیانی احباب کو جب عقاید کے فرق کا علم ہوا اور اس بات کا بھی علم ہوا کہ مرزا محمود احمد صاحب نے 1914ء میں اعتقادات میں جو غلو کیا اس کی وجہ سے جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔ تو انہوں نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی۔ ورنہ درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی میں کوئی تضاد نہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے آخر پر دوبارہ اس بات کا ذکر کیا کہ عامر عزیز صاحب کی دونوں تازہ کتب کا انڈونیشی زبان میں ترجمہ ہونا چاہیے۔ اسی طرح کئی سال ہوئے مرکزی انجمن نے ''دعویٰ نبوت سے انکار'' کے نام سے اس بارے میں انگریزی اور اُردو میں حضرت بانی سلسلہ کی تحریرات پر مبنی کتاب مرتب کر کے شائع کی تھی جس میں 275 حوالے شامل ہیں اس کا بھی ترجمہ انڈونیشی زبان میں ہونا چاہیے۔ تاکہ تمام احباب ان کتب کو پڑھ کر خود بھی عقاید کے اختلاف کے بارے پوری طرح آگاہ ہوں اور دوسروں کو بھی اس بارے میں وضاحت کر سکیں۔

منگے لانگ میں:

شام کو ہم منگے لانگ گاؤں کے احباب کو ملنے گئے جو جوگجا کارتہ سے 60 میل کے فاصلہ پر ہے۔ راستہ میں ہم برادرم یاتمین صاحب کے گھر رُکے اور مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں اور رات کا کھانا کھایا۔ اس سفر میں ہمارے ساتھ جوگجا کارتہ کے کچھ احباب بھی تھے اور راستے میں ان سے جماعت کے امور

کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔

منگے لانگ میں ان کی جماعت کے صدر کے گھر پر احباب ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوئے اور اس بات پر ہمارے شکر گذار تھے کہ چھوٹی جماعت ہونے کے باوجود ہم ان کے پاس پہنچے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے خطاب کیا اور پھر سوال وجواب کا سلسلہ ہوا۔ گو یہ تعداد کے لحاظ سے چھوٹی جماعت ہے لیکن ایمانی لحاظ سے کافی مضبوط اور ان کا اردگرد کے علاقوں میں تبلیغ کا شوق بھی قابل تعریف ہے۔ ان کے اردگرد کے علاقوں کے لوگوں سے اچھے تعلقات ہیں اور ان کو نمازیں ادا کرنے اور اجتماعات کے انعقاد میں کوئی روکاوٹ نہیں ہے۔

24 ستمبر کو جوگجا کارتہ میں:

24 ستمبر کی صبح کو ''بین المذاہب تبادلہ خیالات'' کے ادارہ میں ہمارا اجلاس ہوا۔ دفتر پہنچنے پر عملہ نے ہمارا استقبال کیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے باہم گفتگو کرنے کا موقع فراہم کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ گذشتہ چند سالوں سے وہ دنیا کے مقتدر بین المذاہب اداروں اور تنظیموں کے یورپ میں اجلاسوں میں شرکت کر رہے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے پیرس میں ایک بین الاقوامی بین المذاہب تنظیم کے اجلاس میں شرکت کی۔ انہوں نے اس بات کا بطور خاص ذکر کیا کہ تحریک احمدیت کے بانی نے بین المذاہب گفتگو کی نہ صرف ابتداء کی بلکہ اس کو منظم طریق پر آگے بڑھانے کے لئے چند بنیادی اصول قائم کئے تاکہ تبادلہ خیالات کے اجلاسوں میں تلخی کی بجائے افہام وتفہیم کی فضاء قائم رہے۔ اور سامعین مختلف مذاہب کے بارے میں مثبت انداز میں علم حاصل کر سکیں۔ اس دن کے اجلاس میں ایک کیتھولک پادری بھی موجود تھے جو اس ادارہ کے صدر تھے۔ انہوں نے انسانیت میں باہم اچھے تعلقات کے بارے میں اپنا نقطہ نگاہ پیش کیا اور اس بات پر زور دیا کہ انڈونیشیاء میں گروہ بندی اور تفرقہ بازی کے رجحان کو روکنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ انہی دو وجوہات کی وجہ سے مختلف مذاہب اور مختلف علاقوں کے لوگوں میں باہم صبر وتحمل کی بجائے نفرت اور گروہ بندی کا رجحان پیدا ہو رہا ہے۔

گروہ بندی کے مسئلہ کے بارے میں محترم شوکت علی صاحب نے بتایا کہ گو فجی ایک چھوٹا سا ملک ہے لیکن اس میں مذہبی منافرت اور گروہ بندی کی بنا پر جھگڑوں کا مکمل طور پر سدباب کیا گیا ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ملک کے آئین میں مذہب اور مختلف قومیتوں کی بنا پر ووٹ بنانے کے طریق کو ختم کر دیا گیا ہے اور سب کے لئے ووٹ درج کرنے کا یکساں طریق ہے۔ نئے آئین کے تحت ہر ایک سیاسی پارٹی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر حلقہ میں اپنا نمائندے کھڑا کرے تاکہ آئندہ ہونے والے قومی الیکشن میں ہر حلقہ سے ہر سیاسی پارٹی کا نمائندہ شرکت کر سکے۔ تمام سکول جو مختلف مذہبی اداروں اور مختلف قومیتیں رکھنے والے لوگوں نے قائم کر رکھے ہیں۔ ان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے خاص مذہبی اور گروہی ناموں کو بدل دیں۔

اسی شام ہماری میٹنگ احمدیہ انجمن انڈونیشیاء کی خواتین کی مرکزی تنظیم کے ارکان سے ہوئی۔ یہ میٹنگ دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس اجلاس کے ذریعہ ہمیں خواتین کی سرگرمیوں اور جوش وخروش کی تفصیل معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مختصر خطاب میں پاکستان میں تنظیم خواتین احمدیہ کی کارگذاری کا مختصر تعارف کروایا اور اس بات پر زور دیا کہ ہمارے انڈونیشی بھائیوں کو بھی خواتین اور بچوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے تاکہ وہ اسلام کی تعلیم سے واقفیت حاصل کرنے کے علاوہ جماعت کے تنظیمی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکیں۔

25 ستمبر

اس دن انڈونیشیاء جماعت کے تعلیمی بورڈ کی 66 ویں سالگرہ تھی۔ اس کو 1947ء میں قائم کیا گیا تھا۔ سارا دن بورڈ کے مختلف سکولوں اور کالج کے طلباء نے مختلف کھیلوں اور مقابلوں کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ سکول کے شاندار بینڈ کے دستے نے ہمارا استقبال کیا اور اس تقریب میں مدعو کئے ہوئے مہمانان گرامی کو اپنی خوبصورت

دھنوں سے محظوظ کیا۔ پھر ہمیں ایک بڑے حال میں لے جایا گیا جہاں طلباء، اساتذہ اور والدین اکٹھے تھے۔ یہاں اس خصوصی تقریب کے سلسلہ میں مختلف دلچسپ پروگرام ترتیب دیئے گئے تھے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ اس کے بعد طلباء کے مختلف گروپوں نے قوالیاں اور آخر میں قومی ترانہ پیش کیا۔ تعلیمی بورڈ کے چیئرمین جناب ایوان یوسف صاحب اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا اور تعلیمی بورڈ کی کارگذاری، تعلیمی معیار اور غیر نصابی سرگرمیوں کی تعریف کی۔

پروگرام میں مختلف مقابلے اور کھیل شامل تھے۔ مثلاً اذان دینا، تلاوت قرآن مجید، حفظ قرآن، خطاطی، کشیدہ کاری، کپڑوں پر نقش ونگار، فٹ بال، مختلف سازوں کا بجانا، پتھریلی دیواروں پر چڑھنا اور بیڈمنگٹن وغیرہ کے مقابلے شامل تھے۔ یہ سارے پروگرام انتہائی رنگارنگ تھے۔ تمام انتظامات نہایت خوبی سے کئے گئے تھے اور یہ اس بات کا بین ثبوت تھا کہ تعلیمی بورڈ کے تحت چلنے والے تمام سکول اور کالج کے طلباء کی تعلیمی اور غیر نصابی سرگرمیاں قابل داد ہیں۔

شام کو ہماری میٹنگ پھر احمدیہ انجمن انڈونیشیاء کے مجلس منتظمہ کے ساتھ تھی جس میں پروفیسر احمدی اور ڈاکٹر عدہ آدی بھی موجود تھیں۔ طلباء کے لئے قرآن مجید کی طباعت کے معاملہ پر تفصیل سے گفتگو ہوئی اور اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ جو رقوم لاہور سے بھیجی جائیں گی ان کو کون وصول کرے گا اور کون اس بارے میں لاہور میں مرکزی انجمن سے رابطہ رکھے گا۔ یاد رہے کہ اس بارے میں تمام رقوم سلیمیٰ فاروقی ٹرسٹ، لاہور فراہم کرے گا۔

26 ستمبر کو کدیری میں

اس سے اگلا مقام کدیری تھا جو جاوہ کے جزیرہ میں ایک دور جگہ تھی۔ یہ ایک لمبا اور تھکا دینے والا سفر تھا جس میں جوگجا کارتہ سے 7 سے 8 گھنٹے لگے۔ ہم گھر سے صبح 5 بجے نکلے اور منزل پر 1 بجے بعد دوپہر پہنچے۔ اس جگہ مسجد میں جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی بلکہ لوگ باہر تک کھڑے تھے۔ محترم علی یاسر صاحب جو جوگجا کارتہ سے ہمارے ساتھ آئے تھے انہوں نے استقبالیہ خطاب پیش کیا اور مسجد کی تاریخ بیان کی۔ آپ احمدیہ انجمن انڈونیشیاء کے مذہبی شعبہ کے سربراہ ہیں۔ انہوں نے اس موقع پر تحریک احمدیہ لاہور انڈونیشیاء کے اس ملک میں قیام اور سرگرمیوں کا بتدریج ترقی کا جائزہ پیش کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی خطاب کیا۔ آپ نے تحریک احمدیہ کے عقاید اور مقاصد کو بیان کیا اور تحریک احمدیہ کے دونوں فریقوں کے اعتقادات کے فرق پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ ہوا۔ کدیری جماعت کے لوگ بھی کافی علم رکھتے ہیں اور انہوں نے کئی اچھے سوالات کئے۔ ہم مسجد سے 5 بجے شام جوگجا کارتہ کے لئے روانہ ہوئے اور گھر تقریباً صبح کے 1 بجے پہنچے۔ گوکہ یہ سفر لمبا اور تھکا دینے والا تھا لیکن اس کے باوجود دلچسپ اور مفید رہا۔ کدیری جماعت کے لوگ بڑی محنت اور اخلاص سے کام کر رہے ہیں۔

27 ستمبر

جوگجا کارتہ میں ہمارا یہ آخری دن تھا۔ گو یہ دن بھی دوسرے دنوں کی طرح بے حد مصروف تھا لیکن یہ کئی لحاظ سے سب سے زیادہ مفید رہا اور ہماری معلومات میں اس سے کافی اضافہ ہوا۔ صبح کے وقت ہمیں جماعت کے بچوں کے سکول لے جایا گیا۔ سکول کے تمام بچے قطاروں میں ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ، محترم شوکت علی صاحب اور راقم نے باری باری مختلف جماعتوں کے طلباء اور طالبات کو اپنے اپنے مضمون اور سرگرمی میں سب سے اچھے گریڈ لینے پر تعریفی سرٹیفکیٹ دیئے۔ اس سارے پروگرام کو بڑے منظم طریق پر نوجوانوں نے ترتیب دیا تھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے طلباء اور طالبات کے نظم وضبط اور عمدہ کارکردگی کو بے حد سراہا اور سکول کے عملہ، اساتذہ اور طلباء کو اتنا عمدہ پروگرام ترتیب دینے پر مبارکباد پیش کی۔ بعد میں ہم تعلیمی بورڈ کی مرکزی مسجد میں جمعہ کے لئے گئے جو سکول کے طلباء، اساتذہ اور عملہ کے علاوہ دیگر لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ نماز جمعہ کے بعد تعلیمی بورڈ کے ممبران اور دیگر ذمہ دار لوگوں سے پھر ایک

میٹنگ ہوئی جس میں محترم ایوان یوسف صاحب نے بھی شرکت کی۔اس کے بعد الوداعی دن کا کھانا ہوا اور پھر ہم ائیر پورٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔

محترمہ بہن پروفیسر ڈاکٹر عدہ آدی، محترم پروی یادی جنہوں نے ہمارے لئے وونو سوبو سے سواری کا بندوبست کیا ہوا تھا وہ ہمارے ساتھ تھیں۔محترمہ علی آدی اور محترم مولیانو صاحبان ہمیں ائیر پورٹ پر الوداع کہنے کے لئے آئے ہوئے تھے لیکن جب ہمارا چیک ان ہو گیا اور ہم لاؤنج میں پہنچ گئے تو ہمیں بتایا گیا کہ ہمارا جہاز 2 گھنٹے تاخیر سے روانہ ہو گا۔

جکارتہ:

محترم سولاردی صاحب اور محترم بشارت احمد صاحب ائیر پورٹ پر ہمارا انتظار کر رہے تھے لیکن جب ہماری فلائٹ میں دو گھنٹے کی تاخیر واقع ہو گئی تو وہ ہمیں رات کے کھانے کے لئے لے گئے۔اور پھر ہم بشارت احمد صاحب کے گھر گئے جہاں ہم نے رات کا قیام کیا۔صبح گھر کے تمام افراد نے نماز میں شرکت کی اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا درس دیا۔اس کے بعد گھر کے افراد اکٹھے ہوئے اور نہایت دلچسپ گفتگو ہوئی۔پھر ہم ائیر پورٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔

ہم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیاء کے عہدیداران، افسران اور مختلف جماعتوں کے افراد کے بے حد مشکور ہیں جنہوں نے ہمارے قیام اور دیگر جگہوں پر جانے اور اجتماعات سے خطاب کرنے کے انتظامات کئے جو کہ ہر لحاظ سے دلچسپ، مفید اور ایمان افروز تھے۔لوگوں کے اخلاص اور سرگرمی کو دیکھ کر تحریک کا مستقبل کافی روشن نظر آیا۔ہم مہمان نوازی، تعاون اور دیگر انتظامات کے لئے انڈونیشیاء جماعت کے تمام احباب اور خواتین اور بچوں کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے ہر جگہ ہمارا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا اور ہمارا یہ سفر ہر لحاظ سے یادگار رہے گا۔

☆☆☆☆

نذرانہ عقیدت بحضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

از: ڈاکٹر محمد احمد حامیؔ

ہے دل میں ان کا خیال ہر دم، زباں پہ جاری ہے نام اُن کا
دیارِ یثرب کو میں بھی جاؤں، کبھی جو آئے پیام اُن کا

نظر میں اُن کی سبھی برابر، نہ گورے کالے میں فرق کوئی
کرم سراپا، جہانِ رحمت، کہ فیض ہر سُو ہے عام اُن کا

وجود اُن کا جہاں کی غایت، یہ ساری تخلیق اُن کے باعث
زوال ہر شے کو اس جہاں میں، دوام ہے تو دوام اُن کا

زمین روشن، فلک درخشاں، وہ نُور ہیں، سب ضیا اُنہی سے
کمال مِہر مُبین اُن کا، جمال ماہِ تمام اُن کا

خموش ہوں تو خلائیں جامد، جو لَب کھلیں تو فضائیں رقصاں
ہے رُوح پرور سکوت اُن کا، حیات افزا کلام اُن کا

چلیں تو ساتھ اُن کے ہو مشیّت، رُکیں تو سب کائنات ٹھہرے
کہ اس جہاں کو چلا رہا ہے، قیام اُن کا، خرام اُن کا

غلام ان کا ہوں، اُمّتی ہوں، گناہگاروں میں ہوں تو کیا غم
نصیب میرے میں ہو مقدر، جو حوضِ کوثر پہ جام اُن کا

مری جسارت معاف کر دیں، سمجھ کے دیوانہ محبت
کہ میرے جیسا حقیر بندہ، بیاں کرے ہے مقام اُن کا

(دسمبر/1989ء)

سیرتِ نبوی کی چند جھلکیاں

از: چوہدری ناصر احمد صاحب (شاہدرہ)

اے ظہور تو شباب زندگی
جلوہ اَت تعبیر خواب زندگی
از تو بالا پایہ ایں کائنات
فقر توسرمایہ ایں کائنات

دین اسلام میں دو تہواروں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ایک عید الفطر جو کہ نزول قرآن کا جشن ہے اور دوسرا 12 ربیع الاوّل یعنی نبی پاک کی ولادت باسعادت کا جشن آمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بنی نوع انسان کی خیر و برکت کی ضامن ہے۔آج آپ کے سامنے سیرۃ النبوی ؐ کی چند جھلکیاں پیش کروں گا۔

مقامِ نبوت اتنا عظیم المرتبت ہے کہ اس کے تصور رُوحوں میں پالیدگی ، نگاہوں میں بصیرت ، فضاء میں تابندگی اور کائنات کے ذرّہ ذرّہ میں زندگی کے آثار نمودار ہوجاتے ہیں ۔ انبیاء کا پیغام ، انقلاب آفرین اور دین و دُنیا کی سرفرازیوں کا امین ہوتا ہے۔اسی سے قوموں میں خون حیات رقص کرتا ہے۔ملّت زمین کی پستیوں سے اُٹھ کر آسمان کی بلندیوں پر پہنچتی ہے۔زندگی نئی کروٹ لے کر قلب وجگر میں نورانیت پیدا کرتی ہے۔زندہ مقاصد کے غنچے کھلتے ہیں اور نبی اپنے قدوسی ساتھیوں کے ساتھ کلمۃ الحق کے لئے میدان عمل میں نکل پڑتا ہے۔

نبی آخر الزمان کی آمد کے وقت، شجر زندگی کی شاخیں خشک ہوچکی تھیں ۔ تہذیب وتمدن کے پھول مُرجھا چکے تھے۔روئے زمین پر انسانی جوہر کا نام ونشان تک نہ تھا۔کائنات میں حُسن عمل کے چشمے ہی خشک ہو چکے تھے۔دُنیا کے مذاہب کی حُدود تو تھیں مگر فصلیں اُجڑ چکیں تھیں۔

ولادیتِ رسول کا دن دراصل انسانیت سازی کا دن تھا۔آپ کے آنے سے دین قیم یعنی محکم نظام کا قیام ہونا تھا۔انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی اتھارٹی کمزور ہوتی ہے۔جس مین بدگمانیاں پیدا ہوسکتی ہیں اور لوگ وقتی مصلحتوں پر چل پڑتے ہیں ۔مگر خدا کے قانون کی اتھارٹی مضبوط ہوتی ہے۔اس میں عمل کروانے کی طاقت ہوتی ہے۔

جب کائنات میں ہرطرف فساد ہی فساد ہوگئے تو فطرت نے خود انسانیت سازی کے لئے انگڑائی لی اور محسنِ انسانیت کو بھیجا جس سے انسانی دلوں کی افسردگی و پژمردگی ، تازگی اور شگفتگی میں بدل گئی ۔ رب دو جہاں کا سحاب کرم فاران کی چوٹیوں پر خوب برسا اور بلد الامین کی کھیتیاں لہلہا اُٹھیں ۔ اعمال صالحہ کے خشک چشمے تازہ زندگی کی جوئے رواں میں بدل گئے ۔طاغوتی طاقتوں کے آتشکدے ٹھنڈے ہوگئے ۔صنم کدوں کے بُت پاش پاش ہوگئے۔کائنات نُور سے جگمگا اُٹھی اور مسلک ابراہیمی کی تکمیل کا وقت آ گیا۔ باطل کی تاریکیاں دُور ہوگئیں۔کیونکہ آنے والے کا مقصد تمام اغلال وسلاسل کو توڑ دینا خدا نے خود فرمایا ہے۔

مالک دو جہاں کے آنے سے قیصر و کسریٰ کی زنجیریں ٹوٹ گئیں ۔تو ہم پرستیوں کی بصیرت سُوز بندشیں اور تقسیم انسانیت کے غیر فطری معیار یکسر ٹوٹ گئے اور فرمان الٰہی یوں پورا ہوا۔''وہ دلوں کی مردہ بستیوں میں پھر سے زندگی کا سامان پیدا کر دیتا ہے''۔

آمد رسول سے مکہ کی گلیوں کا نصیبہ جاگ اٹھا اور فلاح انسانیت کی تحریک پوری آب وتاب سے آگے بڑھنے لگی۔اسی کے لئے حضرت نوح اور حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو پیغام دیا تھا۔اسی کی بشارتیں وادی طور سینین میں بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں۔اور اسی کی خاطر خلیل اکبر اور ذبیح اعظم نے اپنے خدا کے حضور دامن پھیلائے تھے۔یہ رسول رحمتہ العالمین اور کافتہ الناس بن کر آیا تھا۔

کیونکہ اُن کی پیروی سے ہی انسان اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دے سکتا ہے اور رنگ ونسل اور وطن کے چکروں سے نکل کر انسانیت سازی کے لئے قطعی اور اٹل فیصلے کر سکتا ہے۔

کائنات کی وسعتوں میں پیغام خداوندی موجود تو تھا مگر حوادثات زمانہ کی آندھیوں نے اسے بکھیرا ہوا تھا۔ اب اس پیغام اور اصولوں کو ترتیب دے کر ایسے مجموعہ کی شکل دے دی گئی کہ موتی مالا بن گئے، پتیاں پھول بن گئیں، ذرے چٹان بن گئے، قطرے سمندر بن گئے، ستارے کہکشاں بن گئے، افراد ملت بن گئے، نقطے صراط مستقیم بن گئے اور بالا آخر ابتداء سے انتہاء ہو گئی۔

آمد مصطفےٰ سے اُمت مسلمہ اجتماعیت کا مرکزی نقطہ بن گئی اور دین و دنیا کے تحفظ کے ساتھ موجودہ دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی بہترین انداز میں گذرنے کی تیاری ہو گئی۔ جس سے رُوحوں سے بالیدگی، نگاہوں میں بصیرت، ذہن میں جلا، دلوں میں روشنی، خون میں حرارت، بازوؤں میں قوت اور کائنات کے ذرّے ذرّے میں زندگی کے آثار نمودار ہو گئے۔

ریگ زار حجاز کے حریم کعبہ سے وابستہ ہونے سے ہر ذرہ مرکز قلب ونگاہ بن گیا۔۔۔ اب پھر سوچیے کہ مالک دو جہاں راہ حق کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے اور خدا ہدایت دے دیتا ہے تو وہ فخر انسانیت سوچتا ہے کہ انسان اپنی گردنوں کو اپنی بنائی ہوئی مورتیوں کے سامنے کیوں جھکائے ہیں۔ وہ بزم مے پرستی کو بھی پسند نہیں کرتا کیونکہ اس کی فطرت سلیم اجازت نہیں دیتی۔ اُسے تو وہاں مہذب انسانوں کے بھیس میں رہزن دکھائی دیتے ہیں۔ جب انسانی بستیاں اُسے سکون قلب فراہم نہیں کرتیں تو وہ فطرت کی کھلی فضاؤں میں نکل پڑتا ہے کیونکہ:

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے ترجمانی

یا بندہ صحرائی یا مردِ کوہستانی

ہم یہ سن کر محو حیرت ہو جائیں کہ فطرت میں کھو جانے کے باوجود وہ فخر انسانیت اپنے اوپر اتنا ضبط کرتا ہے کہ معمولات زندگی پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ اپنے کاروباری معاملات، بال بچوں کی نگہداشت، رفقاء اور احباب سے میل ملاقات اور معاشرتی زندگی کے تقاضوں میں کوئی فرق نہیں آنے دیتا۔ اس کے کیریکٹر کے سب مداح ہیں۔ صداقت و دیانت مثالی ہے۔ اُس کا سب سے بڑا مخالف ابولہب تھا جس کے کیریکٹر کا حال یہ تھا کہ وہ خانہ کعبہ کا متولی ہونے کے باوجود کعبہ کا سونے کا ہرن چرا کر بھاگ گیا تھا۔ لیکن نبی آخر الزمان اپنی ذات میں پھر بھی کوئی کمی محسوس کرتے تھے جو کہ وحی نبوت کی صورت میں پوری ہو گئی۔ اور ہر نفس پکار اٹھا کہ:

جب تیرا نام وردِ زبان ہوتا تھا

بھول جاتا ہوں درد کہاں ہوتا ہے

ذرا غور کریں کہ محسن انسانیت کی 23 سالہ عملی جدوجہد سے نظام حیات کی ناہمواریاں کس طرح استواریوں میں بدل گئیں۔ قرآن خود نبی پاک کی سیرت کا ایسا پیکر پیش کرتا ہے کہ چلتے پھرتے انسان کا سیدھا سیدھا نقشہ ہے جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہے۔ کاروبار کرتا ہے، مراحل زندگی میں ساتھیوں سے مشورے کرتا ہے اور ان کی مثبت رائے پر عمل بھی کرتا ہے۔ وہ آنکھیں بند کر کے تضادات کو بھلانے اور فریب نفس کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ خود خندہ پیشانی سے حالات کا مقابلہ کرتا ہے۔ اُس کی کامیابی کا راز اُس کی اپنی دعوت کی صداقت پر محکم ایمان اور نصب العین کے حصول کے لئے مسلسل سعی و پیہم ہے۔

زمانہ حاضر میں باوجود نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے یقین نہیں ہے کہ ان اعمال کے بدلے میں جنت ملے گی اور جب کوئی عمل یقین سے خالی ہو تو وہ خود فریبی ہوتی ہے اور اسی خود فریبی نے آج کل انسانی ذات کو چاٹ کر کھوکھلا کر رہی ہے۔ خود فریبی کے شکار انسان کو اپنے عمل اور گفتگو پر اعتماد نہیں ہوتا وہ حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایسا معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا۔ خواہ ارباب اقتدار کتنی ہی اعلیٰ قسم کی منصوبہ بندی کر لیں۔ ایسے معاشرہ میں روزی کمانا اور نیکیاں کمانا کے مفہوم الگ الگ ہو جاتے ہیں اور انجام بہتر نہیں ہوتا۔ ''ایک ہاتھ سے سود لیا اور دوسرے سے زکوٰۃ دے دی''۔ ایک ہاتھ سے چوری کر لی اور دوسرے سے چندہ دے دیا۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بنیادی تصورات حیات ہی بدل جاتے ہیں۔ دُنیا کے تمام مسلمانوں کا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے اور مفہوم بھی جانتے ہیں کہ اللہ کے ہاں اعمال نامہ پیش ہونا ہے اور پھر بھی اتنی دیدہ دلیری کیوں؟

اصل بات یہ ہے کہ یقین ویسا ہی لانا پڑے گا جیسا کہ نبی پاک کی تیار کردہ جماعت کا تھا اور اُن جیسا ہی یقین کہ اللہ کے ہاں جا کر کیسا حساب ہوگا۔ پھر انسان

اعلیٰ اقدار سے ہٹ ہی نہیں سکتا۔ شاہ کار رسالت حضرت عمر فاروقؓ نے بیعت رضوان والی جگہ کے درخت کو صرف اس لے کاٹ پھینکا تھا کہ کہیں شرک جڑ نہ پکڑ جائے۔ جب سیرت نبوی کے انداز میں صحرا نشینوں کی تربیت ہوئی تو نہ صرف انہوں نے دُنیا کو آئین دیا بلکہ راہبر بن گئے۔ اُسی جذبہ محرکہ نے مسلمانون میں علم ، طاقت ،عمل ، اجتہاد ، فرد کا احترام ،خاندان کا استحکام ، معاشرہ کی فلاح و بہبود ، حقوق العباد اور عدل وانصاف کا بول بالا کر دیا۔ سوز وگداز پیدا ہو کر دلوں کی دنیا ہی بدل گئی اور مخالف بھی تصدیق کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ایک انگریز مفکر گبن لکھتا ہے کہ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا کارنامہ انسانیت سازی ہے جس سے اُس کے ساتھیوں کے اندر ایسی تحریک پیدا ہوئی کہ دنیا کی تقدیر بن گئی''۔

دور فاروقی میں ایک بچہ سے پائی تک لے کر بیت المال میں جمع کرا دینا بڑی انسانیت کی تربیت کیا ہو سکتی ہے۔

اندازہ لگائیں کہ نہ کوئی مکان پکا، نہ کوئی مسجد پکی، نہ مسجد میں چراغ اور صرف سیرت پاک کے صدقے مسلمان دنیا پر بھاری تھے۔ وجہ یہ تھی کہ اُن میں اُمت پَنا تھا۔ جس سے ملک اور حکومتیں پیروی میں گر گئیں۔ کوئی فرد، خاندان ، برادری، اپنی پارٹی حتیٰ کہ اپنے بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا نہ تھا۔ صرف یہی پیش نظر تھا کہ اللہ اور رسول کیا فرماتے ہیں۔

اسلام کے عظیم جرنیل محمد بن قاسم (فاتح سندھ) شادی کے دن بھی محاذ جنگ پر بھیجے گئے تھے۔ خاندان کی تربیت کی مثالیں لاجواب ہیں۔

ایک غریب لڑکی دودھ میں پانی ڈالنے سے انکار کرتی ہے تو خلیفہ وقت اس کے رشتہ کے لئے اپنی زوجہ کو بھیجتے ہیں۔ سربراہ مملکت کا وظیفہ مدینہ کے ایک مزدور کی کم از کم اجرت کے مطابق مقرر ہوتا ہے۔ آزادی فکر کی یہ حالت ہے کہ عام سی عورت نبی پاک (سربراہ مملکت) سے جھگڑتی نظر آتی ہے۔

خدا آدمی پیدا کرتا ہے اور رسول اُن کی انسانیت سازی کرتا ہے۔ مدائن کی فتح ہوئی تو سپاہیوں نے ایک ایک پائی تک خلیفہ وقت کے سامنے پیش کر دی۔

انتہاء تو یہ تھی کہ اُمہات المومنین کے تحائف اور وظیفوں کے بارے میں بھی احتیاط کی مثال قائم ہوئی۔ حضرت حفصہؓ امہات المومنین بھی تھیں اور حضرت عمر فاروقؓ کی بیٹی بھی اُن کا حصہ سب سے آخر میں رکھا جاتا۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ عام قاعدہ تو یہ ہے کہ جو شخص غیروں کی مخالفت مول لیتا ہے وہ اپنوں کو ضرور ساتھ ملاتا ہے تاکہ پشت پناہی بہتر ہو لیکن سرکارِ دو جہاں نے تو پہلے اپنے خاندان سے آغاز کیا کیونکہ حکم خداوندی ہے:

''کہ اے رسول اپنی دعوت کا آغاز اپنے خاندان سے کرو''

کیا ایسی مثال دنیا میں ہے کہ مخالفین کے ہجوم اور دشمنوں کے اژدھام میں اپنی صداقت کے ثبوت میں اپنے آپ کو پیش کیا جاتا ہے۔ یہ صرف اس لئے تھا کہ آنے والے انسانوں کو بتا دیا جائے کہ جو ہستی شرف انسانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتی ہے اس کے خصائص اور امتیازات ایسے ہوتے ہیں۔

جب قوم میں جذبہ عملی اور جوش کردار باقی نہ رہے تو رسول کو مافوق البشر سمجھ کر گذارہ کر لیا جاتا ہے۔ عوام سے کہا جائے کہ تمہارے رسول نے تو یہ کچھ کیا تھا تم بھی کچھ کر کے دکھاؤ تو جواب ہوتا ہے کہ وہ خدا کے رسول تھے ہم عاجز بندے ہیں یہ کام کیسے کر سکتے ہیں۔ اور اسی بات کو کوتاہی ذوق عمل کہتے ہیں اور اسی کو فریب نفس بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ کی صرف قسمیں کھائی جا سکتی ہیں۔ رسول کی زلفوں کی صرف تعریفیں کی جاتی ہیں اور عملی زندگی میں ان سے کوئی سروکار نہیں رکھا جاتا ہے۔ یہ ہے دراصل بیماری اور ناکامی۔ قرآن تو جیتے جاگتے انسان کی سیرت بیان کرتا ہے جو انقلاب پیدا کر دیتا ہے اور کردار کو مضبوط بنا دیتا ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اے رب دو جہاں تو ہمیں بھی اپنے محبوب کی سیرت کے مطابق ڈھال دے تاکہ دنیا یہ کہہ اٹھے کہ ان لوگوں کی زندگیاں ہی ٹھیٹھ اسلامی نمونہ ہیں۔ آمین

☆☆☆☆

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرودوسلام کی فضیلت

مرتب از: فضل حق صاحب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنا فرض ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، اطاعت اور محبت کے علاوہ، وہ حقوق جو اللہ نے آپ کی امت پر مشروع کیا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

’’ترجمہ: ’’اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اس پر درود بھیجو اور سلام بھیجو‘‘۔ (الاحزاب:۵۶)

اللہ تعالیٰ کے درود کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے فرشتوں کی محفل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور فضائل وکمالات کا تذکرہ فرماتا ہے اور فرشتوں کے درود کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں رحمت اور برکت کی دعا کرتے ہیں، اور انسانوں کا درود یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت، برکت اور مغفرت طلب کرتے ہیں‘‘۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنے بندے اور رسول محمد کی اپنے پاس ملا اعلیٰ میں قدر ومنزلت کی خبر دی ہے، کہ وہ بذات خود اپ نے مقرب فرشتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثناء صفاتِ حمیدہ اور خصائل محمودہ کا تذکرہ فرماتا رہتا ہے، اور فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں پھر اس نے اہل دنیا کو آپ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عالم علوی اور عالم سفلی کے رہنے والوں کی تعریف ہو جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کے الفاظ وہی ہیں جو نماز میں التحیات میں پڑھے جاتے ہیں، یعنی: ’’اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی، رحمتیں اور برکتیں ہوں‘‘۔

فضائل درود

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

’’جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے‘‘۔ (مسلم:۳۸۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ:

’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھنے سے اللہ کی دس رحمتیں حاصل ہوتی ہیں، دس گناہ معاف ہوتے اور دس درجے بلند ہوتے ہیں‘‘۔

(صحیح الادب المفرد)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’قیامت کے دن سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجتے ہیں‘‘۔ (ترمذی:۴۸۴)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’میری قبر کو عبادت گاہ نہ بناؤ، اور مجھ پر درود بھیجو، بلاشبہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے، چاہے تم جہاں رہو‘‘۔ (ابوداؤد:۲۰۴۱)

جمعہ کے دن درود پڑھنے کی فضیلت

جمعہ کے دن ہفتے کے ساتواں دنوں میں سب سے زیادہ افضل اور مبارک دن ہے، جیسا کہ اس دن کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوا جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے، اسی دن جنت میں داخل کئے گئے، اسی دن جنت سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی‘‘۔ (مسلم)

اس دن خصوصی طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی کچھ اور ہی فضیلت ہے، جیسا کہ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جمعہ کا دن تمہارے تمام دنوں میں سب سے افضل دن ہے، اس دن تم مجھ پر بکثرت درود بھیجو، اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔''

میں نے کہا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش ہوگا جبکہ آپ تو مٹی میں مل چکے ہوں گے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو مٹی پر حرام قرار دیا ہے''۔ (ابوداؤد: ۱۰۴۷)

درود نہ پڑھنے کی مذمت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سن کر درود نہ پڑھنا ازلی شقاوت و بدبختی کا باعث ہے، ایسے شخص پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کئی احادیث میں بددعا کی ہے، بخاری شریف کی وہ مشہور حدیث سبھی جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین مرتبہ آمین فرمایا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بے چین ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے، انہوں نے تین شخصوں کے حق میں بددعا کی، جن میں وہ شخص بھی ہے جس کے پاس میرا نام لیا گیا اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا، اس پر میں نے آمین کہا''۔ (رواہ ابن خزیمہ حبان وصححہ الالبانی فی صحیح الترغیب والتراھیب ۹۹۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس شخص کی ناک خاک آلود ہو (یعنی وہ ذلیل و رسوا ہو) جس کے پاس میرا نام لیا گیا لیکن اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا''۔ (ترمذی: ۳۵۳۹)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حقیقی معنوں میں بخیل وہ شخص ہے، جس کے پاس میرے نام کا تذکرہ ہوا، لیکن اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا''۔ (ترمذی: ۳۵۴۵)

اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر کم از کم صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔

قبولیت دعا کے لئے درود شرط ہے

رب العالمین کے دربار میں وہ دعا بھی قبول نہیں ہوتی جس کے اوّل و آخر میں اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا جاتا، جیسا کہ حدیث میں ہے:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا، جس نے اپنی دعا میں نہ تو اللہ سبحانہ کی مدح وثناء کی اور نہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس بندے نے جلد بازی کی''۔ پھر اسے بلایا اور فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو سب سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد وثناء بیان کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اس کے بعد اپنے لئے جو مانگنا ہو مانگے''۔ (ابوداؤد ۱۴۸۱۔ ترمذی: ۳۴۷۵)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ پر زیادہ سے زیادہ دُرود پڑھتا ہوں، ذرا بتلایئے اگر میں دعا کروں تو میں آپ پر کتنا دُرود بھیجوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جتنا چاہو۔ میں نے کہا: اگر ایک چوتھائی حصہ پڑھوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اور زیادہ کیا تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ میں نے کہا: ''آدھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اور زیادہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہی ہے۔ پھر میں نے کہا: اگر دو تہائی پڑھوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر میں نے کہا کہ میں اپنی ساری دعا میں صرف اور صرف آپ پر دُرود بھیجتا رہوں گا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو یہ تمہارے سارے غم اور پریشانیوں کے لئے کافی کردیا جائے اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کا سبب بھی بن جائے گا۔ (ترمذی: ۲۳۸۱)

اس حدیث کی تشریح میں علمائے کرام نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنی دعا میں

سوائے درود کے کچھ نہیں پڑھتا، اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے کی برکت سے بغیر مانگے کے ہی اس کی ساری حاجات کو پوری کر دیتا ہے۔

درود باعث شفاعت ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقتیں اور دین کے لئے جدوجہد اور امت کی بخشش کے لئے محنت وکاوش کا تقاضہ یہ ہے کہ امت آپ کی ذاتِ اقدس پر بکثرت درود وسلام بھیجے، اور جو کوئی مومن وموحد جس قدر زیادہ درود پڑھے گا اسی قدر آپ کی شفاعت کا مستحق ہوگا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''جب تم اذان سنو تو مئوذن جس طرح کہتا ہے اسی طرح کہو، پھر مجھ پر دُرود بھیجو، اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار دُرود پڑھتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لئے ''وسیلہ'' مانگو، یہ جنت میں ایک مقام ہے جو تمام بندوں میں صرف ایک ہی بندے کو عطا ہوگا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا، جو شخص میرے لئے مانگتا ہے، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے''۔ (مسلم: ۳۸۴)

درود شریف کے الفاظ

کن الفاظ سے آپ پر درود بھیجا جائے اس کی تعلیم بھی سرور کائنات نے امت کو دی ہے، سیدنا کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

ہم آپ کو سلام کرنا تو جانتے ہیں لیکن دُرود کیسے بھیجیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح پڑھو:

ترجمہ: ''اے اللہ! رحمت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل پر، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے''۔

جب کوئی مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مختصر درود بھیجے تو دُرود اور سلام دونوں کو اکٹھے کرلے۔ ان میں سے کسی ایک پر اکتفانہ کرے، جیسے: صرف ''صلی اللہ علیہ وسلم'' نہ کہے، اور نہ ہی صرف ''علیہ السلام'' کہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا حکم دیا ہے بلکہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کہے، جیسا کہ صحابہ کرام کہا کرتے تھے، یہی وہ مسنون دُرود وسلام ہیں جو زمانہ نبوت سے آج تک امت کے علمی طبقے میں متداول ہیں، البتہ عوامی سطح پر لوگوں نے قسماقسم کے دُرود ایجاد کرلیے ہیں جیسے: دُرود ہزاری، دُرود تاج، دُرود لکھی وغیرہ اور بیچارے عام مسلمان کم علمی کی وجہ سے بڑی ہی عقیدت ومحبت سے ان درودوں کا ورد کرتے ہیں، ایسے بھائیوں سے عرض ہے کہ وہ ان تمام مصنوعی درودوں سے دامن جھاڑ کر اس مسنون درود کو حرزِ جان بنالیں، جس کی تعلیم خود رسول مکرم نے امت کو دی ہے۔

دُرود شریف پڑھنے کے مقامات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم کئی ایسی جگہوں پر آیا ہے جس سے یہ بات متاکد ہو جاتی ہے کہ دُرود بھیجنا واجب ہے یا سنت موکدہ۔ امام ابن قیم رحمتہ اللہ نے اپنی کتاب ''جلاء الافہام'' میں اکتالیس (41) ایسے مقامات کا تذکرہ فرمایا ہے، جہاں دُرود پڑھنا مسنون یا ضروری ہے، اس کی تفصیل بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پہلا مقام: جو سب سے زیادہ اہم ہے جس کی سب سے زیادہ تاکید ہے، وہ ہے نماز کا آخری تشہد، تمام مسلمانوں کا اس جگہ دُرود پڑھنے کے مسنون ہونے پر اتفاق ہے، لیکن اس کے واجب ہونے کے متعلق اختلاف ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے، اگر کوئی شخص جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے تو اس کی نماز نہیں ہوگی''۔

پھر دیگر مقامات کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابن قیم رحمتہ اللہ فرماتے ہیں:

''دعائے قنوت کے آخر میں، خطبات (جیسے خطبہ جمعہ، عیدین اور استسقاء میں، موذن کی اذان کا جواب دینے کے بعد، دعا کرتے وقت، مسجد میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کے وقت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی اسم گرامی سننے کے بعد۔

پھر امام موصوف درود پڑھنے سے حاصل ہونے والے چالیس فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دُرود پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ دُرود پڑھنے والے

پر اللہ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ دعا کرنے سے پہلے درود پڑھنے سے دعا کے قبول ہونے کی امید ہوتی ہے۔ درود کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسیلے کی دعا پڑھنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سبب بنتا ہے۔ یہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنے والے کا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں۔ اس طرح درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا سبب بنتا ہے۔

دُرود کی مشکیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو بے انتہاء برکتیں درود پڑھنے سے نازل ہوئیں ان کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت پر دُرود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریم کے مل نہیں سکتی۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلة تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ وہ سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے جاتے ہیں ھذا بما صلیت علی محمد۔ منہ

(حقیقت الوحی ص ۱۲۸ حاشیہ)

ہر مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ وہ ہر دن بعد نماز صبح اور بعد نماز عصر یا مغرب کم از کم دس دس مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا اپنی زندگی کا وطیرہ اور وظیفہ بنالے، اس سے رب العالمین کی رحمتوں اور مغفرتوں کے علاوہ بے شمار روحانی اور جسمانی فوائد بندہ مومن کو حاصل ہوتے ہیں، بھلا اس ذات مبارک ومقدس پر ہم کیوں نہ درود بھیجیں، جن کا کلمہ پڑھ کر ہم مسلمان ہوئے، جن سے محبت اور جن کی اتباع واطاعت جزو ایمان ہے، روزِ قیامت جن کی شفاعت کے ہم امیدوار ہیں اور جن کے دست مبارک سے جامِ کوثر کے ہم طلب گار ہیں؟۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں درود شریف پڑھنے اور اس کی برکات حاصل کرنے کی توفیق فرمائے۔ آمین

ہر لفظ سے نکلتے ہوئے اَنگار نظر آتے ہیں

ازکلام: ملک بشیر اللہ خان راسخ

مسند پہ جو بیٹھے صاحب دستار نظر آتے ہیں
نہ کوئی مردِ خدا نہ صاحب اسرار نظر آتے ہیں
عجب خامشی چھائی ہے صحن قالب پر
دل کی بربادی کے آثار نظر آتے ہیں
مجھ کو گرنا ہے تو اپنے ہی قدموں پہ گروں
خودی کے یہی نقش و نگار نظر آتے ہیں
یہ کس شعلہ بیان نے شعلوں پہ زباں رکھ دی
ہر لفظ سے نکلتے ہوئے انگار نظر آتے ہیں

☆☆☆☆

سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

از: میجر (ر) اعجاز الحق بٹ صاحب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش 9/12 ربیع الاوّل 571ء مکہ مکرمہ کی ہے۔ آپ کی والدہ نے آپ کا نام احمد رکھا اور حضرت عبدالمطلب نے آپ کا نام محمدؐ رکھا۔ یہ نام قریش میں غیر معروف تھا۔ حضرت عبدالمطلب سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے یہ نام کیوں رکھا تو انہوں نے کہا: ''میں نے آپ کا نام محمدؐ اس لئے رکھا ہے تا کہ آپؐ کے نام کا دنیا اور آسمانوں پر چرچا ہو ۔

آپؐ کی شادی 25 سال کی عمر میں خویلد (جو کہ کوسائی کا نواسہ تھا) کی بیٹی حضرت خدیجہؓ سے ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ سے آپؐ کے ہاں 4 بیٹیاں اور 2 بیٹے ہوئے۔ بیٹے بچپن میں ہی فوت ہو گئے جبکہ حضرت فاطمہؓ آپ صلعم کی وفات کے بعد تک زندہ رہیں جبکہ آپ کی باقی بیٹیاں آپ کی زندگی میں فوت ہو گئیں۔ 10 سال بعثت کے بعد 65 سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ وفات پا گئیں۔ ان کو مکہ میں ہی دفن کیا گیا۔ اسی سال آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب بھی فوت ہو گئے۔ آپؐ نے اس سال کو غم کا سال قرار دیا۔

جب آپؐ کا بیٹا فوت ہوتا ہے تو آپؐ فرماتے ہیں ''دل میں غم ہے اور آنکھوں میں آنسو ہیں''۔ یہ شفقت پدری کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

اب ہم قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ قرآن کریم آپؐ کی سیرت کا کیا نقشہ کھینچتا ہے۔

ترجمہ: ''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔'' (الاحزاب۔۴۰)

ترجمہ: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح اور شام اس کی تسبیح کرو'' (الاحزاب۔۴۲،۴۱)

ترجمہ: ''وہی ہے جو تم پر دُرود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تا کہ تمہیں اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالے اور وہ مومنوں پر رحم کرنے والا ہے''۔ (الاحزاب۔۴۳)

ترجمہ: ''ان کی دعائے ملاقات جس دن وہ اس سے ملیں گے سلامتی ہوگی اور ان کے لئے عزت والا اجر تیار کیا ہے''۔ (الاحزاب۔۴۴)

ترجمہ: ''اے نبی ہم نے تجھے گواہ بنا کر بھیجا ہے اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا سورج۔'' (الاحزاب۔۴۶،۴۵)

ترجمہ: ''اور مومنوں کو بشارت دے کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مان اور ان کے ایذا دینے کی پروانہ کر اور اللہ پر بھروسہ کر اور اللہ کارساز بس ہے۔'' (الاحزاب۔۴۷،۴۸)

اب ہم آپؐ کے اسوہ کی طرف آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اسوہ کے بارے میں کیا فرمایا ہے:

ترجمہ: ''یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک نیک نمونہ ہے۔ اس کے لئے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔ (الاحزاب ۳۳۔آیت ۲۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری نسل انسانی کے لئے اسوہ حسنہ ہیں۔ گویا کہ قرآن کی تعلیم الفاظ سے ہے اور آپؐ کا وجود اُسی کا عملی نقشہ ہے۔ آپؐ تمام انسانیت کے لئے اس وقت تک اسوہ حسنہ نہ ہو سکتے تھے جب تک خود ان حالات سے نہ گذرتے جس سے ہر انسان گذرتا ہے۔ مثلاً:

(۱): آپ صاحب اولاد تھے۔ باپ اپنی اولاد کے لئے نمونہ ہوتا ہے۔ آپ 2 بیٹے اور 4 بیٹیوں کے باپ تھے۔ آپ اپنے بچوں سے ہمیشہ شفقت سے پیش آتے۔ حضرت فاطمہؓ جب بھی آپؐ سے ملنے کے لئے

آتیں آپ پیار سے اٹھ کھڑے ہوتے اور بڑی شفقت سے انہیں ملتے۔

(۲): والد اور والدہ تو فوت ہو گئے مگر اپنے چچا ابو طالب سے وہی سلوک کیا جو ایک بیٹا باپ سے کرتا ہے۔ انہوں نے بکریاں چرائیں، ان کا تجارت میں ہاتھ بٹایا، ان کے بیٹے حضرت علیؓ کی پرورش کی کیونکہ حضرت ابو طالب کثیر العیال تھے اسی لئے انہوں نے حضرت علی کی نہ صرف پرورش کی بلکہ ان کی شادی اپنی بیٹی سے کی۔

(۳): آپ کی رضاعی والدہ آپ سے ملنے آئیں تو آپؐ ان سے بھی والدہ جیسا سلوک کیا کرتے۔ اور اپنی چادر ان کے لئے بچھا دیتے تاکہ اس پر آپ بیٹھ سکیں۔ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا کاش اگر میری والدہ زندہ ہوتیں اور اگر میں نماز پڑھ رہا ہوتا اور میری والدہ مجھے بلاتیں تو میں جی ماں جی کہہ کر نماز توڑ دیتا۔

(۴): ایک انسان پر جو حالات ایک یتیمی سے لے کر بادشاہت تک آسکتے ہیں۔ آپ ان تمام حالات سے گذرے مثلاً:

(۵): بادشاہت ملی تو تکبر نہ کیا، آپ نے عام انسانوں کی طرح زندگی گذاری، باہر سے آنے والا پہچان نہ سکتا تھا کہ آپ بادشاہ ہیں کیونکہ آپ تمام انسانوں میں گھل مل کر رہتے تھے۔

(۶): اگر آپ پر جنگ نہ آتی تو ایک پہلو سے کمی رہ جاتی کیونکہ جنگ ہر قوم اور ہر زمانہ میں پیش آتی رہی ہے۔ ایک جنرل سے لے کر ایک سپاہی کے تمام حالات سے گذرنا پڑا۔ ایک جنرل کی طرح فوج کی صف بندی کی اور ایک سپاہی کی طرح بہادری سے لڑے۔

(۷): قانون سازی بھی کرنی پڑی، ایک مقنن کا رول ادا کیا۔ مدینہ میں نوزائدہ مملکت کو چلانے کے لئے قانون سازی کی، معاہدے کیے اور پھر ان قوانین پر چل کر دکھایا۔

(۸): قاضی اور جج کا رول ادا کیا، اور ایسا کیا کہ مثال بن گئے۔

(۹): مزدوری بھی کی، ٹوکری اٹھانا، جھاڑو دینا، جوتی اور کپڑے کی مرمت، برتن دھونا، دودھ دھونا، بازار سے سودا لے آنا، سب کام کیے

(۱۰): دشمنوں کے ہاتھوں سے تکلیف اٹھانا، صبر اور استقلال کا نمونہ دیکھانا اور پھر جب انہی دشمنوں پر فتح پالینا تو عفو و درگزر کا نمونہ دکھانا، اپنے تمام دشمنوں کو معاف کر دیا۔ کیا یہ سارے حالات کسی اور نبی پر آئے، ہرگز نہیں۔

اس لئے وہ اُسوہ حسنہ ہیں، ہر انسان جو کسی بھی شعبہ زندگی سے تعلق رکھتا ہو وہ اچھی زندگی گذارنے کے لئے اُن کی زندگی سے نمونہ ڈھونڈ سکتا ہے اور اُس پر عمل کر کے اچھی زندگی گذار سکتا ہے۔

آپ نے تجارت کی اور مناسب منافع کمایا اور امانت اور دیانت ایسی دکھائی کہ لوگ آپ کو اپنا مال تجارت کے لئے دے دیتے تھے۔ آپ نے ہمیشہ کہا کہ مال کی اچھائی اور برائی دونوں بتاؤ، اور قسم نہ کھاؤ، قسم کھانے سے مال تو بک جاتا ہے لیکن برکت اٹھ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ العالمین ہیں۔ ''ہم نے تمہیں تمام قوموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے''۔ (الانبیاء۲۱۔آیت ۱۰۷)

زبور دشمنوں کی تباہی اور ویرانی کی دعاؤں سے بھری ہوئی ہے۔

آپ کو صحابہ نے کہا کہ آپ مشرکوں پر بدعا کریں تو آپ نے فرمایا: ''مجھے لعنت کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے''۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ''اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے''۔

(الانبیاء۲۱۔آیت ۱۰۵)

ہم سب کو یاد ہونا چاہیے کہ نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دشمن کو تباہ و برباد نہ کیا بلکہ اُن پر رحم کا مظاہرہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اُس پر رحم نہیں کرتا جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا، ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں جو اپنے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا ادب نہیں کرتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رہتے ہوئے بھی ایک رحمت کا نشان تھے تمام منافقوں، یہودیوں اور کافروں کے لئے، حالانکہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حضور کے خلاف ہمیشہ سازشیں کیں اور اس نوزائیدہ مملکت کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔

جب مکہ فتح ہوتا ہے تو آپ کی رحمت کا نظارہ نظر آتا ہے۔ وہ لوگ جو آپ کے خون کے پیاسے تھے سب کو معاف کر دیا۔ ابوسفیان، ہندہ اور وہ شخص جس نے آپ کے چچا حضرت حمزہ کے کلیجے کو نکالا اور ہندہ جس نے کلیجے کو چبایا سب کو معاف کر دیا۔

جب آپ مکہ میں داخل ہوتے ہیں تو آپ کا سر اونٹ کے ہودے کو لگا ہوا تھا اور آپ نے اعلان کر دیا کہ آج کسی پر کوئی سختی نہیں ہے۔

تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں جہاں فاتح جرنیل نے ایسا سلوک کیا ہو۔

اسی لئے اللہ قرآن میں فرماتا ہے: ''ہم نے تیرے ذکر کو تیرے لئے بلند کیا''۔

پھر ہم دیکھتے ہیں جب طائف تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے آپ کو پتھر مار کر لہولہان کر دیا۔ اللہ نے پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا، آپ کو فرمایا گیا حکم ہو تو ان پہاڑوں کے درمیان ان سب کو مسل دوں۔ آپ نے فرمایا: یہ مجھے پہچانتے نہیں، ان کی نسلیں ایمان لائیں گی، جب طائف فتح ہوا تو آپ نے سب کو معاف کر دیا حالانکہ آپ بدلہ لے سکتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے خطاب: اللہ نے جب بھی آپ کو پکارا تو بڑے پیار سے پکارا جیسے قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وما ادراک ما الطارق ''اور تجھے کیا خبر ہے کہ رات کو آنے والا کون ہے''۔

النجم الثاقب ''چمکتا ہوا ستارہ ہے''۔

یا یھا المزمل ''اے کپڑا اوڑھنے والے''۔

یا یھا المدثر ''اے چادر اوڑھنے والے''۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے وہ تمام امور جو آپ نے سرانجام دینے تھے ان کا ذکر کر دیا مثلاً:

ترجمہ: ''اے نبی ہم نے تجھے گواہ بنا کر بھیجا ہے، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا''۔ (الاحزاب ۳۳۔ آیت ۴۵)

ترجمہ: ''اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا سورج''۔ (الاحزاب ۳۳۔ آیت ۴۶)

ترجمہ: ''اور مومنوں کو بشارت دے کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے''۔ (الاحزاب ۳۳۔ آیت ۴۷)

اور پھر اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قربت کا ذکر کیا جیسے:

ترجمہ: ''پھر قریب ہوا اور بہت قریب ہوا''۔ (النجم ۵۳۔ آیت ۸)

ترجمہ: ''سو وہ دو کمانوں کا وتر ہوا بلکہ اس سے بڑھ کر قریب''۔ (النجم ۵۳۔ آیت ۹)

اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاق کی اس طرح تعریف کی:

ترجمہ: ''اور تو یقیناً بلند اخلاق رکھتا ہے'' (القلم ۶۸۔ آیت ۴)

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم ایسے نبی کو ماننے والے ہیں جو سب نبیوں سے اعلیٰ وارفع تھے۔ اس لئے آپؐ کی زندگی کا ہر پہلو تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ آپؐ کی زندگی کو مشعل راہ بنائیں اور اُس پر عمل کریں۔ اللہ ہمیں اس کی طاقت دے۔ آمین

☆☆☆☆

صد سالہ سود و زیاں

حارثہ عزیز

(مقررہ نے سالانہ دعائیہ کے موقع پر اوّل پوزیشن حاصل کی۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے ان کی تقریر کو شامل کیا جا رہا ہے۔)

میں اُداس نسلوں کی نمائندہ ہوں، وہ نسل جس نے جب اس جہانِ آب و گل میں ہوش کی چشم بینا وا کی تو فخرِ مسلمانی اور فخرِ اسلامی سے محروم تھی۔ میں اس نسل کی آواز ہوں جس کی صدا اصحابِ کہف کی طرح ایک اندھیری تاریک غار میں اپنے ہی کانوں سے ٹکرا کے واپس ہو جاتی ہے۔ میں ان نسلوں کا نوحہ ہوں جو تاریک راہوں میں بے گناہ ماری گئی۔ میں سوچتی ہوں ''بای ذنب قتلت'' میرا کون سا گناہ ہے؟ میں نے کون سا ایسا جرم کیا ہے کہ قتل کی سزاوار ٹھہری؟ میری سوچ، میری فکر، میری دانش میرا ساتھ نہیں دیتی کہ وہ رازِ جہاں پالوں کہ میں راندہ درگاہ کیوں ٹھہری۔ زندیقی میرے گلے کا طوق کیوں بنی، کفر میرے ماتھے پر کنداں کیوں ہوا؟ میرے اسلاف کی میراث مجھ سے کیوں چھینی گئی۔ مجھے ناکامیوں اور حسرتوں کا منہ کیوں دیکھنا پڑا۔ تو میرے دل سے صدا اٹھتی ہے کہ:

''ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات''

صاحب صدر:

صد سالہ سود و زیاں کی کہانی طویل بھی ہے اور تلخ و شیریں بھی۔ یہ قصہ دلچسپ بھی ہے اور غمناک بھی۔ یہ سود و زیاں کا سفر پیغام حیات بھی ہے مگر موت کی وادی میں انا الحق کی آواز بھی۔

مجھے فخر ہے کہ میرے قافلے پر شب خون اس لئے نہیں مارا گیا کہ میں دنیاوی جاہ و جلال کی متمنی تھی۔ مجھے سر دار اس لئے نہیں لٹکایا گیا کہ میں تخت و تاج کی بھوکی تھی بلکہ میں سزاوار ٹھہری تو اس لئے کہ میں نے ایک صدی قبل خدائی کلام کو بین الاقوامی زبان انگریزی میں ڈھالا تھا۔ کفر کا طوق میرے گلے کا ہار اس لئے بنایا گیا کہ میں نے ایک صدی قبل ووکنگ میں اللّٰہ اکبر ، اللّٰہ اکبر کی صدا دی تھی۔ مجھے گالی اس لئے دی گئی کہ میں نے ایک صدی قبل برلن کے برفیلے کفرستانوں میں جاء الحق وزهق الباطل کی حرارت سے یورپ کے بت کدوں میں آتش حق جلا دی تھی۔ یہ سود و زیاں کا قافلہ وہ ہے کہ جس نے قرآن کے ساز چھیڑے۔

ایک سو سال کی کاوش، ایک صدی کی جدوجہد، میرے عظمتوں کا نشان، میرے فخر کی داستان اور میرے حال و مستقبل کی راز داں ہے۔ میں امین ہوں، غار حرا سے نکلنے والی اقراء بسم ربک کی۔ میں ابتدا نہیں انتہا ہوں اس سفر کی جو حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے شروع ہوا۔ میں ساز ہوں اس صدا آسمانی کی۔ ویبقیٰ وجه ربک

وہ دن کہ جس کا وعدہ ہے
جو لوح ازل میں لکھا ہے
جب ظلم و ستم کے کوہ گراں
روئی کی طرح اڑ جائیں گے
ہم محکوموں کے پاؤں تلے
جب دھرتی دھڑ دھڑ دھڑکے گی
سب تاج اچھالے جائیں گے
سب تخت گرائے جائیں گے
بس نام رہے گا اللہ کا

صد سالہ سود و زیاں میری نظروں کے سامنے ہے، میں مصنف بھی ہوں، معمار بھی، میں قاری بھی ہوں، قرآن بھی، مبلغ بھی ہوں، اذان بھی، میں امن بھی ہوں امان بھی، میں کافر بھی ہوں مسلمان بھی۔

میں نے بیان القرآن سے بے چین، بے راہ روحوں کو شفا بخشی، فیه شفاء للناس کی نغمہ خواں بھی میں، اسلام کا پُر امن پیغام بھی میں، جہاد بالقلم کی غزل

خواں بھی میں۔تعلیم وحقوق سنواں کی علم بردار بھی میں۔

صاحب صدر:

تاریخ کا ظلم دیکھئے میں جوتجدید دین کے لئے اٹھی، میں جس نے سوسالوں میں کسرِ صلیب کا نظارہ دکھایا یا جس نے سوسالوں میں اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کی تعلیم کو جرمن، Russian ،Hindi،Indonesian،Spanish، الغرض دیگر زبانوں میں روشنی کےعلم کے چراغ جلائے۔میں کہ جس نےکلمہ لا الہ الا للّٰہ پراپنے اوردوسرے کےایمان کی بنیادرکھی۔میں کہ جس نے Islamic Review اور The Light کی کرنیں چہارسوء عالم میں بکھیریں کہ جس نے Nations of Islam کواسلام کے چشمے سے روشناس کرایااور باکسر محمدعلی کلے کوقرآن تھمایا۔

مجھے ہی کفر کی خلعت سےنواز دیا گیا۔میں تو بلھے شاہ کی آواز تھی مگر مجھے ان کا نوحہ بنادیا گیا۔

بلھیا جدتوں ہویارب داہوئی ملامت لاکھ

تینوں کافر کافرآکھدے تو آہوآ ہوآکھ

مگرزیاں کار میں نہیں،خسران مبین کا شکار میں نہیں،وہ ہوئےجنہیں تاریخ بھی بھلابیٹھی اور جو وقت کی دھول میں قبرستانوں اور مزاروں کی خاک میں مل گئے۔ہم نے وو کنگ بنایا، انہوں نے اجاڑا تو ظالم میں نہیں وہ ہیں جنھوں نے میرے دین کومظلوم بنادیا۔مغرب میں آفتاب دین محمدکوجگمگایا میں نے اوراگراس کوگرہن لگانے کی سعی کی توانہوں نے جن کے بارے میں حکم صادر ہوچکا کہ ان پر آسمان رویااورنہ ہی زمین

ایک صدی کا سودوزیاں کیا ہے؟ توسنیئے ذرااپنی سماعتوں اورضمیروں کے کان کھول کرسنیئے کہ جزائر، فجی کے کالے پانیوں میں رام اور انکل سام کوشکست فاش میں نے یعنی احمدیہ انجمن نے دی۔

سرینام کے جنگلوں میں ہنومان کے ماننے والوں اور تثلیث کے پیروکاروں کے شکنجے سے دین محمد مصطفٰےصلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں کوچھڑایا میں نے اور ایمان کی شمع کوجلایا میں نے۔ہندوستان ہویاانگلستان،چین ہویاجاپان،مصر ہویا بغدادکی پُرشکوہ گلیاں،جرمنی کے میکدے ہوں یاہالینڈ کے میخانے،ہرجگہ میں نے نورایمان اورآفتاب اسلام کی کرنیں بکھیریں۔

صاحب صدر:

اس صدی کا سب سے بڑا گیان،سب سے بڑا تصور میں نے دیا تاکہ انسانیت کاکشت خون نہ ہو،انسانی جسموں کےچیتھڑے انسان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ نہ بنیں تو وہ تھا میرا تصور جہاد۔میرا جہادتصورتو وہ تھا جس کے ذریعےعقل وفہم کے دریچے کھلے، جس کے ذریعےقلم کی نوک سےمحبت و آشتی کے جھرنے پھوٹے۔جس نے الف بین قلو بھم کا درس دیا۔میں انما المومنون اخوۃ کی تفسیر بھی ہوں۔میں ہاتھ وزبان کے شر سے تحفظ کی تعبیر ہوں۔میں نے امن اور صلح کا پیغام دیا۔یہی میرا سب سے بڑانفع اورفوزعظیم ہےمگرجنھوں نے میری تکفیر کی، میری سوچ،میرے امام کے مقدس ملفوظات کو دھتکارا،انہوں نے اس دنیا کی جنت کوجہنم بناڈالا،انہوں نے انسان کوحیوان کا روپ دے دیا۔بلکہ قرآن کہتا ہے بل ھم اضل بلکہ جانوروں سےبھی بڑھ کرانہوں نے ایک صدی میں صرف اورصرف دہشت گردی، بم دھاکے، انسانی خون سے کلھواڑ، اشرف المخلوقات،احسن تقویم کےجسم کوبارود اورنفرت کی چنگاری سےبھسم کرڈالا۔

میں آج بھی اپنے ان بھائیوں کوکہتی ہوں۔اےامت مسلمہ کےفقیہو جاگو کہ:

خدا وہ وقت نہ لائے کہ سوگوار ہوتو

سکوں کی نیند تجھے بھی حرام ہوجائے

تری مسرت پیہم تمام ہو جائے

تیری حیات تجھے تلخ جام ہوجائے

غموں سے آئینہء دل گداز ہوتیرا

ہجوم یاس سے بےتاب ہوکے رہ جائے

وفورِدرد سے سیماب ہوکے رہ جائے

آؤ کہ ہم پھر سے تجدید عہد کے نغمے گائیں۔آؤ کہ پھر سے انسانوں میں اسلام اورایمان کے چشمے بہائیں۔

☆☆☆☆

جماعتی خبریں

وفات حسرت آیات

لاہور

تمام احباب جماعت کو یہ پڑھ کر دُکھ ہوگا کہ مورخہ 7 جنوری 2014ء کو ہمارے نہایت محترم بزرگ عبدالغفور ثاقب صاحب اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔

''بے شک ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''

اللہ تعالیٰ ان کے خاندان والوں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

تمام احباب جماعت کو یہ پڑھ کر دلی دُکھ ہوگا کہ مورخہ 8 جنوری 2014ء کو کرنل (ر) حنیف اختر ملہی صاحب انتقال فرما گئے ہیں۔

''بے شک ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''

اللہ تعالیٰ ان کے خاندان والوں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

تمام احباب جماعت کو یہ پڑھ کر دُکھ ہوگا کہ مورخہ 8 جنوری 2014ء کو راجہ ناصر احمد صاحب وفات پا گئے ہے۔

''بے شک ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''

اللہ تعالیٰ ان کے خاندان والوں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

وزیر آباد

تمام احباب جماعت کو یہ پڑھ کر دُکھ ہوگا کہ مورخہ 5 جنوری 2014ء کو محترم شیخ ممتاز صاحب کی بھابی صاحبہ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔

''بے شک ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''

اللہ تعالیٰ ان کے خاندان والوں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

تقریب عید میلاد النبیؐ

راولپنڈی جماعت کے زیر اہتمام مورخہ 19 جنوری 2014ء بروز اتوار ''عید میلاد النبیؐ'' کے حوالے سے ایک تقریب منعقد کی گئی۔

جس میں مہمان خصوصی جناب عامر عزیز صاحب (جنرل سیکرٹری) تھے جو انڈونیشیاء جماعت سے آئے مہمان کے ساتھ تشریف لائے۔ اس کے علاوہ مقامی جماعت کے صدر جناب چوہدری ناصر احمد صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ پشاور اور سفید ڈھیری اور دیگر علاقوں سے بھی مہمانان گرامی تشریف لائے ہوئے تھے۔

سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب حمود الرحمٰن صاحب نے ادا کئے۔ تقریب کا آغاز محترم طاہر صادق صاحب (صدر راولپنڈی جماعت) نے اپنے افتتاحی خطاب سے کیا۔ علیم الدین صاحب نے کلام مسیح موعود اور نعتیں سنائیں۔ اس کے بعد محترم چوہدری ناصر احمد صاحب نے آنحضرت صلعم کی سیرت طیبہ مبارکہ پر اظہار خیال فرمایا۔ مہمان خصوصی عامر عزیز صاحب نے سیرت النبیؐ پر روشنی ڈالی۔

اس تقریب کی خاص بات یہ تھی کہ بچوں نے مسجد کو نہایت خوبصورتی سے بجلی کے قمقموں اور پھولوں سے سجایا تھا۔ جس کو حاضرین نے نہایت پسند کیا۔

آخر میں صدر جماعت راولپنڈی نے تمام احباب کا نہایت اخلاص سے شکریہ ادا کیا اور خصوصاً بچوں کی کاوشوں کی دل کھول کر تعریف کی۔

اختتامی دُعا کے بعد تمام مہمانانِ گرامی کو نہایت پُر تکلف کھانا پیش کیا گیا۔

☆☆☆☆

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر چوہدری ریاض احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح، دارالسلام۔ ۵۔ عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

کم سن شہید "اعتزاز حسن" کے نام

از: عامر عزیز الازہری

تیرے مقدس خون کے بہہ جانے کا ملال تو ہے

دمِ شہید تجھ سے زندہ قوم کا جمال تو ہے

سینکڑوں ماؤں کی گود رہے بھری سدا

تیرے عزم و حوصلے کا یہ کمال تو ہے

صغر سنی میں ایسی عظمت انسان کا خرد نجانے

کیوں سیکھ نہ پائے اہلِ دستار وجبہ یہ سوال تو ہے

نہ پاسکے ہم یہ رازِ جہاں کہ عمل ہے زندگی

تیرے مہکے بکھرے جسم نے سکھایا کہ یہی زوال تو ہے

جان لیا تو نے یہ سرِ نہاں کل من علیھا فان

عزیزؔ تیری بیمثال شہادت کا یہ جلال تو ہے

☆☆☆☆

لو، آفتابِ دین بھی رُوپوش ہو گیا

از: محمد اعظم علوی

لاؤں کہاں سے روز نئے نوحہ گر کو میں
بہلاؤں کس طرح بھلا قلب و نظر کو میں

روکوں تو کیسے یورشِ آہِ سحر کو میں
سہلاؤں کیسے سوزشِ زخمِ جگر کو میں

لو! آفتابِ دین بھی روپوش ہو گیا
بیٹھے بیٹھائے ناگہاں خاموش ہو گیا

دل کے لئے نہ کم تھا عزیز جہاں کا غم
اشکوں کے تار توڑ نہ پائی تھی چشمِ نم

ہر عزم رستخیز پہ تھی یورشِ الم
اے جانِ قوم کیسے میں توڑا ہے تو نے دم

مانا ستارہ گیر تھے ، عالی مقام تھے
لیکن نہ رہ نوردی میں یوں تیز گام تھے

محکم رفاہِ عام کے تھے تجھ سے حوصلے
انسانیت کی رُوح ، تیرے دل کے ولولے

تشنہ ہیں کتنے دین کے پیچیدہ مسئلے
جنت سے کھینچ لاؤں اگر میرا بس چلے

رہ تک رہے ہیں تیری ورق جو حدیث کے
آئے ہیں کچھ مریض بھی دُور و قریب سے

ہرعزم کے کمال کی ضامن تھی تیری جاں
ہر درد کی دوا تھا تیرا قلبِ ناتواں

تجھ سے امنگ دین ہدیٰ کے لئے کہاں
کس جانِ گلستاں پہ پڑی چشمِ آسماں

غم بن کے تیری یاد کچھ اس طرح ستائے گی
برسوں دلوں سے خون کے آنسو رلائے گی

تیرے الم کا اب یہ تقاضا ہے دمبدم
ہوں سب برائے خدمتِ خلقِ خدا بہم

وعدہ رہا، بفضل خدائے شہِ اُمم
اب تھام کر خلوص کی تقدیس کی علم

انسانیت کی شمعیں جہاں بھی جلائیں گے
تیری تڑپ کو جزوِ رگِ جاں بنائیں گے

☆☆☆☆